

خدمتِ والدین
کا صلہ



کاوش: عبدہ المذنب سید کامران عطاری مدنی غفر اللہ لہ ما یجری منہ و مامضی

افکارِ رضا ریسرچ سینٹر (اہلِ سنّت و جماعت)
AFKAR-E-RAZA RESEARCH CENTER

خدمتِ والدین کا صِلہ

کاوش: عبدہ المذنب سید کامران عطاری مدنی

اَفکارِ رضا ریسرچ سینٹر (اہلِ سنّت و جماعت)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب کا نام	خدمتِ والدین کا صِلہ
کاوش	سید کامران عطاری مدنی
صفحات	84
اشاعت	---
مکتبہ	مکتبہ افکارِ رضا
رابطہ	+923155322470

فہرست

پہلے اسے پڑھ لیجئے

تمام حمد و ثنا تعریف و توصیف اُس اللہ رب العزت کے لئے جس نے انسانوں کو مختلف رشتوں میں جوڑا پھر ہر ایک کے حقوق مقرر فرمائے۔ تمام درود و سلام اللہ کے آخری نبی محمدِ عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر کہ جنہوں نے اپنے بابرکت فرامین کے ذریعے اللہ کے مقرر کردہ حقوق کی جامع وضاحت فرمائی۔

کامل اسلام حقوق اللہ اور حقوق العباد کے مجموعے کا نام ہے۔ بندوں کے حقوق میں سب سے زیادہ اہمیت والدین کے حقوق کو حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ والدین کے حق کو اللہ رب العزت نے قرآنِ کریم میں اپنی عبادت اور اطاعت کے حکم کے فوراً بعد ذکر فرمایا ہے جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حقوق العباد میں سے سب سے مقدم حق والدین کا ہے۔ والدین کا حق یہ ہے کہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک کیا جائے، ان کا ادب واحترم کیا جائے، نیکی اور بھلائی کے کاموں میں ان کی اطاعت و فرمانبرداری کی جائے اور ہمیشہ ان کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا جائے۔ قرآن و حدیث اور بزرگانِ دین کی سیرت کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ والدین سے حسنِ سلوک کرنا اور ان کی فرمانبرداری کرنا رزق میں وسعت لاتا ہے، اس سے عمر میں برکت ہوتی ہے، جبکہ والدین کی نافرمانی کرنے والا اور ان کے ساتھ بد سلوکی سے پیش آنے والا اللہ کی ناراضی مول لیتا ہے، رحمتِ الٰہی سے دور ہو جاتا ہے، دنیا و آخرت کی ذلت و رسوائی اس کا مقدر ہوتی ہے۔ اس لیے ہر مسلمان کے لئے انتہائی ضروری ہے کہ وہ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک اور ان کے حقوق کی ادائیگی کا مکمل اہتمام کرے۔ اس حوالے

سے قرآن و حدیث میں جو احکامات دیئے گئے ہیں ان کی روشنی میں اپنے رویّے کا قبلہ درست کرے، حقوقِ والدین کے معاملے میں اپنے کردار کی گندگی کو صاف کرے، والدین کی دعائیں لینے والے کام کرے،ان کا دل دُکھانے سے بچے،ہر جائز ذریعے سے ان کا دل جیتنے کی کوشش کرے۔ زیرِ نظر رسالہ **"خدمتِ والدین کا صِلہ"** میں والدین کے حقوق اور ان سے حسنِ سلوک کو قرآن و حدیث کی روشنی میں خوبصورت انداز میں بیان کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ والدین کے حقوق اور ان سے حسنِ سلوک کی برکتوں اور ان سے بدسلوکی کی نحوستوں کو واقعات کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔

قرآن میں والدین سے حسنِ سلوک کی تاکید

اللہ تعالیٰ پارہ 15 سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 23 تا 24 میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا(۲۳) وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا(ؕ۲۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ہُوں (اُف تک) نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا اور ان کے لیے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے اور عرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے چھٹپن (چھوٹی عمر) میں پالا۔

تفسیرِ رازی میں ہے: اللہ پاک نے پہلے اپنی عبادت کا حکم دیا اور پھر ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ انسان کے وجود کا حقیقی سبب اللہ پاک کا پیدا فرمانا اور وجود بخشنا ہے اور ظاہری سبب اس کے ماں باپ ہیں اس لئے اللہ پاک نے پہلے انسانی وجود کے حقیقی سبب کی تعظیم کا حکم دیا پھر ظاہری سبب کی تعظیم کا حکم دیا۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے رب تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ تم اپنے والدین کے ساتھ کامل احسانِ عظیم کرو کیونکہ جس طرح والدین کا تم پر احسان بہت بڑا ہے تو تم پر بھی ضروری ہے کہ تم بھی ان کے ساتھ اسی طرح اچھا سلوک کرو۔[1]

1... تفسیر رازی، الاسراء، تحت الآیۃ: 23، 7/ 321، 323، ملتقطا دار احیاء التراث العربی بیروت

عن عروة قال: ﴿وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ﴾[1] قال: لا تمتنع من شيء أحباه

حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ اس آیت: ”(ترجمہ:) اور ان کے لیے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: یعنی ایسی شے سے انہیں منع نہ کرو جسے وہ پسند کریں۔[2]

احادیث و آثار

﴿1﴾ عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: «جاء رجل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: يا رسول الله من أحق الناس بحسن صحابتي؟ قال: أمك، قال: ثم من؟ قال أمك، قال: ثم من؟ قال: أمك، قال: ثم من؟ قال: ثم أبوك»

سب سے زیادہ اچھے سلوک کی مستحق

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم! لوگوں میں سب سے زیادہ میرے اچھے سلوک کا مستحق کون ہے؟ ارشاد فرمایا: تمہاری ماں۔ پوچھا: پھر کون؟ ارشاد فرمایا: تمہاری ماں۔ پوچھا: پھر کون؟ ارشاد فرمایا: تمہاری ماں۔ پوچھا: پھر کون؟ ارشاد فرمایا: تمہارا باپ۔[3]

﴿2﴾ عن عائشة رضي الله عنها قالت: قلت: يا رسول الله أي الناس أعظم حقا على المرأة؟ قال: «زوجها» قلت: فأي الناس أعظم حقا على الرجل؟ قال: «أمه»

1... بنی اسرائیل: 24

2... الادب المفرد، ص 7، رقم: 9، مکتبۃ المعارف ریاض

3... بخاری، 4/93، حدیث: 5971، دار الکتب العلمیہ بیروت

سب سے بڑا حق کس کا؟

اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ عنہا فرماتی ہیں: میں نے رسولُ اللہ صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم سے عرض کی: یارسول اللہ صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم! عورت پر سب سے بڑا حق کس کا ہے؟ نبیِ کریم صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: شوہر کا۔ عرض کی: یارسول اللہ صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم! اور مرد پر سب سے بڑا حق کس کا ہے؟ ارشاد فرمایا: اس کی ماں کا۔[1]

﴿3﴾عن أسماء قالت: قدمت علی أمي وهي مشركة فسألت النبي صلى الله عليه وسلم: «إن أمي قدمت أفأصلها؟ قال: نعم»

کافرہ ماں کے ساتھ حسنِ سلوک

حضرت اسماء رَضِیَ اللہُ عنہا فرماتی ہیں: میری ماں جو مشرکہ تھی میرے پاس آئی۔ میں نے نبیِ پاک صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم سے پوچھا: میری ماں آئی ہے کیا میں اس کے ساتھ حسنِ سلوک کروں؟ ارشاد فرمایا: ہاں۔[2]

﴿4﴾عن معاوية بن جاهمة السلمي: «أن جاهمة جاء إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله أردت أن أغزو وقد جئت أستشيرك. فقال: «هل لك من أم؟» قال: نعم قال: «فالزمها، فإن الجنة تحت رجليها»

ماں کے قدموں کے نیچے جنت

حضرت معاویہ بن جاہمہ سلمی رَضِیَ اللہُ عَنہ سے مروی ہے کہ حضرت جاہمہ رَضِیَ اللہُ

1... مستدرک، 4/167، حدیث:7244، دار الکتب العلمیہ بیروت

2... بخاری، 4/96، حدیث:5978، 5979

عَنہ نے نبیِ کریم صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم! میں جہاد کرنا چاہتا ہوں اور آپ کی بارگاہ میں مشورہ کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ رسولِ اکرم صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: کیا تمہاری ماں ہے؟ عرض کی: ہاں۔ ارشاد فرمایا: اس کی خدمت کو اپنے اوپر لازم کرلو، کیونکہ جنت اس کے قدموں کے نیچے ہے۔[1]

﴿5﴾ أخبرنا عمارة بن ثوبان أن أبا الطفيل أخبره، قال: رأيت النبي صلى الله عليه وسلم يقسم لحما بالجعرانة، قال أبو الطفيل: وأنا يومئذ غلام أحمل عظم الجزور، إذ أقبلت امرأة، حتى دنت إلى النبي صلى الله عليه وسلم، فبسط لها رداءه، فجلست عليه، فقلت: من هي؟ فقالوا: هذه أمه التي أرضعته.

رضاعی والدہ سے حسنِ سلوک

حضرت عمارہ بن ثوبان رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابو طفیل رَضِیَ اللہُ عَنہ نے انہیں بتایا کہ میں نے نبیِ کریم صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم کو مقامِ جعرانہ پر گوشت تقسیم کرتے دیکھا۔ میں ان دنوں نوعمر لڑکا تھا اور اونٹ کی ہڈیاں اٹھایا کرتا تھا۔ ایک بی بی صاحبہ آئیں یہاں تک کہ وہ حضورِ انور صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے قریب پہنچ گئیں۔ نبیِ پاک صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ان کے لئے اپنی چادر مبارک بچھادی۔ چنانچہ وہ بی بی صاحبہ اس پر بیٹھ گئیں۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا: یہ رسولِ اکرم صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی وہ ماں ہیں جنہوں نے آپ صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم کو دودھ پلایا ہے۔[2]

1... نسائی، ص504، حدیث: 3101، دار الکتب العلمیہ بیروت

2... ابو داوٗد، 4/434، حدیث: 5144، دار احیاء التراث العربی بیروت

﴿6﴾قال عليه الصلاة والسلام: «من قبل رجل أمه فكأنما قبل عتبة الجنة»

جنت کی چوکھٹ کو بوسہ

نبیِ کریم صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنی والدہ کا پاؤں چوما، تو ایسا ہے جیسے جنت کی چوکھٹ (یعنی دروازے) کو بوسہ دیا۔[1]

﴿7﴾ نبیِ اکرم صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: بِرُّ الوَالِدَۃ عَلَى الْوَلَدِ ضِعْفَانِ یعنی اولاد پر ماں کے ساتھ نیکی کرنے کا حق باپ کے مقابلے میں دُگنا ہے۔[2]

﴿8﴾عن عبد الله بن عمرو قال: جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وسلم يبايعه على الهجرة، وترك أبويه يبكيان، فقال: «ارجع إليهما، وأضحكهما كما أبكيتهما»

حضرت عبد اللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نبیِ کریم صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی بارگاہ میں ہجرت پر بیعت کرنے اپنے ماں باپ کو روتا چھوڑ کر حاضر ہوا تو نبیِ کریم صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: ان کی طرف واپس لوٹ جا اور انہیں ہنسا جیسا تو نے انہیں رُلایا۔[3]

﴿9﴾عن ابن عمر: مر أعرابي في سفر، فكان أبو الأعرابي صديقا لعمر رضي الله عنه، فقال للأعرابي: ألست ابن فلان؟ قال: بلى، فأمر له ابن عمر بحمار كان يستعقب، ونزع عمامته عن رأسه فأعطاه. فقال بعض من معه: أما يكفيه درهمان؟ فقال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: «احفظ ود أبيك، لا تقطعه فيطفئ الله نورك»

1... المبسوط للسرخسی، 10/149، دار المعرفۃ بیروت
2... احیاء العلوم، 2/217، دار المعرفۃ بیروت
3... الادب المفرد، ص9، رقم:13، مکتبۃ المعارف ریاض

باپ کی دوستی کی حفاظت

حضرت ابنِ عمر رَضِیَ اللہُ عنہما سے مروی ہے کہ وہ کسی سفر میں ایک اعرابی کے پاس سے گزرے۔ اس اعرابی کا باپ سیدنا عمر رَضِیَ اللہُ عَنہ کا دوست تھا تو حضرت ابنِ عمر رَضِیَ اللہُ عَنہ نے اس اعرابی سے کہا: کیا تو فلاں کا بیٹا نہیں ہے؟ اس نے عرض کی: ہاں۔ حضرت ابنِ عمر رَضِیَ اللہُ عَنہ نے اسے وہ گدھا دینے کا حکم دیا جس پر آپ سواری کر کے آئے تھے اور اپنے سر سے عمامہ اتار کر اسے دے دیا۔ کسی ساتھی نے کہا کہ اسے دو(2) درہم دینا کافی نہیں تھا؟ فرمایا کہ نبیِ کریم صَلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم کا فرمان ہے: اپنے باپ کی دوستی کی حفاظت کر، اسے توڑنا مت ورنہ اللہ پاک تیرا نورِ ایمان بجھا دے گا۔[1]

﴿10﴾حدثنا أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «إن العبد المطيع لوالديه والمطيع لرب العالمين معي في أعلى عليين»

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ عَنہ بیان کرتے ہیں: رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: اپنے والدین کی فرماں برداری کرنے والا اور (اللہ) رب العالمین کا فرماں بردار جنت کے بلند ترین طبقات میں میرے ساتھ ہو گا۔[2]

﴿11﴾عن سفيان الثوري، يرفعه إلى النبي صلى الله عليه وسلم، قال: «نوم الرجل مع أبويه في البيت على أريكته يضحكهما ويضحكانه خير من جهاد بالسيف بين الصفين في سبيل الله، حتى ينقطع»

1... الادب المفرد، ص29، رقم:40، مکتبۃ المعارف ریاض

2... بر الوالدین لابن الجوزی، ص79 مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت

شہید ہو جانے سے بہتر

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ حضور نبیِ کریم صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ آپ صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: ایک شخص کا گھر میں اپنی چارپائی پر سونا اور اپنے ماں باپ کے ساتھ رہنا اور ان کو خوش کرنے کے لیے باہم ہنسی خوشی کی باتیں کرنا اللہ تعالیٰ کی راہ میں دشمن کی صفوں میں گھس کر تلوار کے ساتھ جہاد کرتے کرتے شہید ہو جانے سے بہتر ہے۔[1]

﴿12﴾ عن ابن عمر «أن رجلا» أتى النبي صلى الله عليه وسلم. فقال: يا رسول الله إني أصبت ذنبا عظيما فهل لي توبة؟ قال: «هل لك من أم؟» قال: لا. قال: «هل لك من خالة؟» قال: نعم. قال: «فبرها»

حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ عَنہ فرماتے ہیں: ایک شخص نبیِ کریم صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم مجھ سے ایک بہت بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہے تو کیا میرے لیے توبہ ہے؟ حضور صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: کیا تیری ماں زندہ ہے؟ اس نے عرض کی: نہیں۔ فرمایا: کیا تیری خالہ ہے؟ عرض کی: ہاں! تو نبیِ کریم صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: اپنی خالہ سے اچھا سلوک کرو۔[2]

﴿13﴾ عن أسير بن جابر قال: كان عمر بن الخطاب إذا أتى عليه أمداد أهل اليمن سألهم أفيكم أويس بن عامر؟ حتى أتى على أويس فقال: أنت أويس بن عامر؟ قال:

1 ...بر الوالدین لابن الجوزی، ص80

2 ...ترمذی، 3/361، حدیث، 1911 دار الفکر بیروت

نعم. قال: من مراد ثم من قرن؟ قال: نعم. قال: فكان بك برص فبرأت منه إلا موضع درهم؟ قال: نعم. قال: لك والدة؟ قال: نعم. قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: «يأتي عليكم أويس بن عامر مع أمداد أهل اليمن، من مراد ثم من قرن، كان به برص فبرأ منه إلا موضع درهم، له والدة هو بها بر، لو أقسم على الله لأبره، فإن استطعت أن يستغفر لك فافعل» فاستغفر لي! فاستغفر له

حضرت اویس قرنی کی فضیلت

حضرتِ سَیِّدُنا اُسَیر بن جابر رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ کے پاس جب یمنی مدد گار مجاہدین کے قافلے آتے تو آپ ان سے دریافت فرماتے: ''کیا تم میں اُویس بن عامر ہیں؟'' یہاں تک کہ (ایک قافلے میں) جب سیدنا اُویس قرنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ اُن کے پاس پہنچے تو سیدنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ نے پوچھا: ''کیا تم اُویس بن عامر ہو؟'' کہا: ''ہاں۔'' پوچھا: ''کیا تم قبیلہ مُراد اور قَرَن سے ہو؟'' کہا: ''ہاں۔'' پوچھا: ''کیا تمہیں برص کی بیماری تھی جو ایک درہم کی جگہ کے علاوہ ساری ٹھیک ہو گئی؟'' کہا: ''ہاں۔'' پوچھا: ''کیا تمہاری والدہ ہیں؟'' کہا: ''ہاں۔'' یہ سن کر حضرت فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ نے فرمایا: میں نے حضور نبیِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ علیہ والہٖ وسلّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''تمہارے پاس یمنی مدد گار مجاہدین کے قافلوں کے ہمراہ اُویس بن عامر آئیں گے، وہ قبیلہ مراد اور (اس کی شاخ) قرن سے ہوں گے، انہیں برص کی بیماری تھی پھر ایک درہم کے برابر جگہ کے علاوہ ٹھیک ہو چکی ہو گی، اُن کی والدہ بھی ہیں اور وہ والدہ کے ساتھ نیکی کرنے والے ہیں، اگر وہ اللہ تعالیٰ پر کسی چیز کی قسم

کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم ضرور پوری فرمادے گا، اگر تم سے ہو سکے تو ان سے اپنے لیے مغفرت کی دعا کروانا۔ " لہٰذا تم میرے لیے بخشش کی دعا کرو۔ چنانچہ حضرت اُویس قرنی رَحمۃُ اللّٰہِ علیہ نے سیدنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ کے لیے دعا مانگی۔ "(1)

﴿14﴾ عن ابن مسعود وهو سعد قال: قلت لابن عباس: إني رجل حريص على الجهاد وليس أحد من قومي إلا وقد لحق بالجهاد - أو قال -: بالأمصار إلا أبواي، وإن أبواي أو أبي كاره لذلك؟ فقال ابن عباس: لا يصبح رجل له والدان فيصبح وهو محسن. قال: قلت: إليهما؟ قال: نعم، إلا فتح الله له بابين من أبواب الجنة، ولا يمسي وهو محسن إلا فتح الله له بابين من أبواب الجنة، وإن كان واحدا، ولا يصبح وهو محسن إلا فتح الله له بابا من الجنة، ولا يمسي وهو محسن إلا فتح الله له بابا من الجنة، ولا يغضب عليه واحد منهما فيرضى الله عزوجل عنه حتى يرضى. قال: قلت: وإن كان ظالما؟ قال: وإن كان ظالما.

جنت کے دروازوں میں سے دو(2) دروازے کھلنا

حضرت سعد بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت ابنِ عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ سے عرض کی: میں جہاد کا بہت شوق رکھتا ہوں اور میری قوم کا ہر شخص جہاد کے لیے جا چکا ہے یا(راوی کو شک ہے کہ یہ کہا کہ) وہ شہروں میں چلے گئے ہیں سوائے میرے والدین کے۔ میرے والدین یا(راوی کو شک ہے کہ یہ کہا کہ) میرے والد اس کو ناپسند کرتے ہیں(کہ میں انہیں اکیلا چھوڑ کر) جہاد پر چلا جاؤں۔ حضرت ابنِ عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ

1... مسلم، ص1055، حدیث:6492 دار الکتاب العربی بیروت

نے فرمایا: جس کے والدین ہوں وہ صبح اس حال میں کرے کہ وہ ان کے ساتھ بھلائی کرتا ہو۔ میں نے عرض کی: والدین کے ساتھ؟ فرمایا: ہاں، مگر یہ کہ اللہ پاک اس کے لیے جنت کے دروازوں میں سے دو دروازے کھول دیتا ہے اور وہ شام احسان کرنے کی حالت میں کرے تو اللہ پاک اس کے لیے جنت کے دو دروازے کھول دیتا ہے۔ اگر والدین میں سے ایک زندہ ہو تو ان کے ساتھ صبح کے وقت بھلائی کرنے والے کے لیے اللہ پاک جنت میں ایک دروازہ کھول دیتا ہے اور شام کو احسان کرنے والے کے لیے ایک دروازہ کھول دیتا ہے۔ ان میں سے کوئی ایک اگر اس پر ناراض ہو گا تو جب تک وہ راضی نہ ہو جائے اللہ پاک اس سے راضی نہ ہو گا۔ میں نے عرض کی: اگرچہ وہ ظالم ہو؟ فرمایا: اگرچہ وہ ظالم ہو۔[1]

﴿15﴾ عن كعب الأحبار، قال: قال لقمان لابنه: يا بني، من أرضى والديه فقد أرضى الرحمن، ومن أسخطهما فقد أسخط الرحمن، يا بني، إنما الوالدان باب من أبواب الجنة فإن رضيا مضيت إلى الجبار وإن سخطا حجبت.

حضرت کعب الاحبار رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت لقمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے کو کہا: اے میرے بیٹے! جس نے اپنے والدین کو راضی کر لیا اس نے رحمٰن کو راضی کر لیا اور جس نے ان دونوں کو ناراض کیا اس نے رحمٰن کو ناراض کیا۔ اے میرے بیٹے والدین جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہیں۔ اگر یہ دونوں راضی ہوئے تو جبار کی بارگاہ میں اسے اس دروازے سے گزار دیا جائے گا اور اگر یہ دونوں

1... البر والصلۃ للمروزی، ص16، رقم: 31 دار الوطن ریاض

ناراض ہوئے تو اسے روک دیا جائے گا۔[1]

﴿16﴾عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَتْنِي عَمْرَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ زُرَارَةَ، وَكَانَتْ فِي حَجْرِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ وَسَمِعْتُ فِيهَا صَوْتَ قَارِئٍ يَقْرَأُ فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالُوا: هَذَا حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانِ، كَذَاكَ الْبِرُّ «وَكَانَ حَارِثَةُ مِنْ أَبَرِّ النَّاسِ».

ماں سے نیک سلوک کا انعام

حضرت سیّدتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: ایک دفعہ میں سورہا تھا کہ میں نے خود کو جنت میں دیکھا، میں نے وہاں ایک قاری کی آواز سُنی جو تلاوت کر رہا تھا، میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ جنت والوں نے بتایا کہ یہ حارثہ بن نعمان ہیں۔ بھلائی یُوں ہی ہوتی ہے اور حارثہ اپنی ماں کے ساتھ بہت زیادہ بھلائی کرنے والے تھے۔[2]

﴿17﴾عن مورق العجلی، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «هل تعلمون نفقة أفضل من نفقة فى سبيل الله؟» قالوا: الله ورسوله أعلم قال: «نفقة الولد على الوالدين» وزاد الهيثم قال: «ودعاؤهما له بالخير يثبت الأصل وينبت الفرع ودعاؤهما بالشر يبير الأصل»

1... البر والصلۃ للمروزی، ص16، رقم:32 دار الوطن ریاض

2... خلق افعال العباد للبخاری، ص109

راہِ خدا میں خرچ کرنے سے زیادہ افضل

حضرت مورق عجلی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ راہِ خدا میں خرچ کرنے سے زیادہ افضل کون سا خرچ ہے؟ صحابہ نے عرض کی: اللہ پاک اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: اولاد کا اپنے والدین پر خرچ کرنا۔ حضرت ہیثم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں: ان دونوں کا اس کے لیے بھلائی کی دعا کرنا اصل کو ثابت رکھتا اور شاخوں کو اُگاتا ہے اور ان دونوں کا اس کے لیے دعائے شر کرنا اصل کی بیخ کنی کر دیتا ہے۔ (1)

﴿18﴾ عن مجاهد، قال: «دعوة الوالد لا تحجب دون الله عزوجل»

حضرت امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ والد کی دعا بارگاہِ الٰہی میں رد نہیں ہوتی۔ (2)

﴿19﴾ كان في بني إسرائيل رجل يقال له جريج، كان يصلي، جاءته أمه فدعته، فقال: أجيبها أو أصلي، فقالت: اللهم لا تمته حتى تريه وجوه المومسات، وكان جريج في صومعته، فتعرضت له امرأة وكلمته فأبى، فأتت راعيا فأمكنته من نفسها، فولدت غلاما، فقالت: من جريج، فأتوه فكسروا صومعته وأنزلوه وسبوه، فتوضأ وصلى ثم أتى الغلام، فقال: من أبوك يا غلام؟ قال: الراعي، قالوا: نبني صومعتك من ذهب؟ قال: لا، إلا من طين.

بنی اسرائیل میں ایک شخص تھے جن کا نام جریج تھا۔ وہ نماز پڑھ رہے تھے کہ

1... البر والصلۃ للمروزی، ص21، رقم: 41 دار الوطن ریاض
2... البر والصلۃ للمروزی، ص21، رقم: 44 دار الوطن ریاض

ان کی والدہ آئیں اور انہیں پکارا۔ انہوں نے کہا کہ جواب دوں یا نماز پڑھوں۔ پھر ان کی والدہ نے کہا: اے اللہ! اسے موت نہ دینا جب تک بدکار عورتوں کا منہ نہ دکھا دے۔ جریج اپنے عبادت خانے میں رہتے تھے۔ ایک عورت ان کے سامنے آئی اور گفتگو کرنا چاہی لیکن انہوں نے انکار کیا۔ پھر وہ ایک چرواہے کے پاس گئی اور اس سے بدکاری کروائی جس سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اس عورت نے الزام لگایا کہ یہ جریج کا لڑکا ہے۔ قوم کے لوگ جریج کے پاس آئے اور ان کا عبادت خانہ توڑ دیا۔ انہیں باہر نکالا اور گالیاں دیں۔ تو جریج نے وضو کیا اور نماز پڑھ کر اس لڑکے کے پاس آئے۔ انہوں نے اس سے پوچھا: لڑکے! تمہارا باپ کون ہے؟ بچہ (خدا کے حکم سے) بول پڑا کہ چرواہا۔ قوم نے (معذرت کی اور) کہا: ہم آپ کے لیے سونے کا عبادت خانہ بنوا دیں؟ جریج نے کہا: نہیں! مٹی کا ہی بنا دو۔ (1)

﴿20﴾ سمعت هشاما، يحدث عن الحسن، أن رجلا قال له: إني قد حججت وإن أمي قد أذنت لي في الحج. فقال له: «القعدة معها تقعدها على مائدتها أحب إلي من حجتك»

حج کرنے سے زیادہ محبوب

حضرت ہشام رحمۃ اللہ علیہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے راوی ہیں کہ ایک شخص نے ان سے عرض کی: میں نے حج کا ارادہ کیا ہے اور میری والدہ نے مجھے حج کی اجازت مرحمت فرمادی ہے تو آپ نے اسے فرمایا کہ تیرا اپنی والدہ کے ساتھ دستر خوان پر

1 ... بخاری، 2/456، حدیث: 3436 دار الکتب العلمیہ بیروت

بیٹھنا مجھے تیرے حج کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔[1]

﴿21﴾عن الحسن في الرجل تقول له: أفطر - يعني أمه - قال: ليفطر وليس عليه قضاء وله أجر الصوم والبر وإذا قالت: لا تخرج إلى الصلاة فليس لها في هذا طاعة هذه فريضة.

ایک شخص کو اس کی والدہ نے (نفلی) روزہ توڑنے کا حکم دیا تو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسے روزہ توڑ دینا چاہیے اور اس پر قضا بھی نہیں[2] اور اسے روزے اور فرمانبرداری کا اجر ملے گا اور جب ماں کہے کہ نماز کے لیے مت نکل تو اس مسئلہ میں اس کی اطاعت جائز نہیں کہ یہ (نماز) فرض ہے۔[3]

﴿22﴾عن معاذ بن جبل، قال: أوصاني رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: «لا تعق والديك وإن أمراك أن تخرج من أهلك ومالك»

والدین کی نافرمانی کی ممانعت

حضرت معاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ سے مروی ہے: کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللّٰہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے مجھے وصیت فرمائی کہ اپنے والدین کی نافرمانی نہ کر اگرچہ وہ تجھے یہ حکم دیں کہ اپنے اہل اور مال سے نکل جا۔[4]

﴿23﴾عن عبادة بن الصامت، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «لا

1... البر والصلۃ للمروزی، ص33، رقم:62 دار الوطن ریاض
2... احناف کے نزدیک نفلی روزہ توڑنے پر قضا ہو گی۔
3... البر والصلۃ للمروزی، ص34، رقم:62 دار الوطن ریاض
4... بر الوالدین لابن الجوزی، ص31 مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت

تعص والديك وإن أمراك أن تخرج من دنياك فاخرج منها»

حضرت عبادہ بن صامت رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: اپنے والدین کی نافرمانی نہ کر اگر وہ تجھے حکم دیں کہ دنیا(مال) سے نکل جا تو نکل جا۔(1)

﴿24﴾ عن سهل بن معاذ، عن أبيه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «من بر والديه طوبىٰ له وزاد الله في عمره»

عمر میں اضافہ

حضرت سہل بن معاذ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ اپنے والد سے راوی ہیں کہ جس نے اپنے والدین سے حسنِ سلوک کیا اس کے لیے خوشخبری ہے اور اللہ پاک اس کی عمر میں اضافہ فرما دے گا۔(2)

﴿25﴾ عن أبي سعيد الخدري، وأبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: «يا بن آدم، بر والديك، وصل رحمك، ييسر لك أمرك، ويمد لك في عمرك، وأطع ربك تسمى عاقلاً، ولا تعصه تسمى جاهلًا»

کام آسان ہوں گے

حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عنہما سے مروی ہے کہ نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: اے آدمی! اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کر، صلہ رحمی کر، تیرے کام آسان ہوں گے اور تیری عمر میں اضافہ ہو گا، اور اپنے رب کی اطاعت

1... بر الوالدین لابن الجوزی، ص32 مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت
2... مستدرک، 4/154، حدیث:7257

کر تجھے سمجھدار کہا جائے گا اور اس کی نافرمانی نہ کر (ورنہ) تجھے جاہل کہا جائے گا۔[1]

﴿26﴾عن أنس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: «من أحب أن یمد اللہ فی عمرہ، ویزید فی رزقہ فلیبر والدیہ ولیصل رحمہ»

رزق میں اضافہ

حضرت انس رَضِیَ اللہُ عَنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: جس کو یہ پسند ہو کہ اللہ پاک اس کی عمر میں اضافہ فرمادے اور اس کے رزق میں زیادتی کرے تو وہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور صلہ رحمی کرے۔[2]

﴿27﴾عن عبد الصمد قال: سمعت وھب یقول: فی الإنجیل: رأس البر للوالدین أن توفر علیھما أموالھما وأن تطعمھما من مالك.

حضرت عبد الصمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت وہب رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کی اصل یہ ہے کہ تو ان کے اموال میں اضافہ کر دے اور اپنے مال کے معاملے میں ان کی اطاعت کرے۔[3]

﴿28﴾عن أبی عبد الرحمن السلمی، قال: جاء رجل أبا الدرداء، فقال: أن امرأتی بنت عمرو أنا أحبھا، وأن أمی تأمرنی بطلاقھا. فقال: لا آمرك أن تطلقھا ولا آمرك أن تعصی أمك، ولکن أحدثك حدیثاً سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، قال: «إن الوالدۃ أوسط أبواب الجنۃ». فإن شئت فأمسك وإن شئت فدع.

---

1 ...بر الوالدین لابن الجوزی، ص38 مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت

2 ...بر الوالدین لابن الجوزی، ص38 مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت

3 ...بر الوالدین لابن الجوزی، ص41 مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت

ماں جنت کا درمیانی دروازہ

حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ کے پاس آیا اور عرض کی: میری بیوی جو عمر کی بیٹی ہے میں اس سے محبت کرتا ہوں جبکہ میری ماں مجھے اس کو طلاق دینے کا حکم دیتی ہے۔ حضرت ابو درداء رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ نے فرمایا: میں تجھے یہ حکم نہیں دوں گا کہ اپنی بیوی کو طلاق دے اور نہ ہی یہ حکم دوں گا کہ تو اپنی والدہ کی نافرمانی کر لیکن میں تجھے ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلَّی اللّٰہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم سے سنی کہ "بے شک ماں جنت کا درمیانی دروازہ ہے،" اب اگر تو چاہے تو اپنی بیوی کو روک رکھ اور اگر چاہے تو چھوڑ دے۔[1]

﴿29﴾عن ابن عباس أنه أتاه رجل، فقال: أني خطبت امرأة فأبت أن تنكحنى، وخطبها غيرى فأحبت أن تنكحه، فغرت عليها فقتلتها، فهل لى من توبة؟ قال: أمك حية؟ قال: لا. قال: تب إلى الله وتقرب إليه ما استطعت.فقال رجل لابن عباس: لم سألته عن حياة أمه؟ قال: إنى لا أعلم عملاً أقرب إلى الله عزوجل من بر الوالدة.

ماں کے ساتھ حسنِ سلوک سے گناہ کا کفارہ

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور عرض کی: میں نے ایک عورت کو پیغامِ نکاح دیا تو اس نے مجھ سے نکاح کرنے سے انکار کر دیا۔ کسی اور نے اسے پیغامِ نکاح دیا تو اس نے نکاح کرنے کو پسند کیا تو مجھے اس پر غیرت آئی اور میں نے اسے قتل کر دیا کیا میری توبہ قبول ہو جائے گی؟ فرمایا: تیری ماں زندہ ہے؟ عرض کی: نہیں۔ فرمایا: اللہ کی بارگاہ میں توبہ اور بقدرِ استطاعت

1...بر الوالدین لابن الجوزی، ص44 مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت

(زیادہ سے زیادہ) نیکیاں کر۔ کسی شخص نے حضرت ابنِ عباس رَضِیَ اللہُ عنہما سے عرض کی: آپ نے اس کی والدہ کے زندہ ہونے کے بارے کیوں سوال کیا؟ فرمایا: میں ماں کے ساتھ حسنِ سلوک سے زیادہ کسی عمل کو اللہ پاک کے قریب کرنے والا نہیں جانتا۔ (1)

﴿30﴾ عن أبي نوفل، قال: جاء رجل إلى عمر رضي الله عنه، فقال: أني قتلت نفساً، فقال: ويحك، خطأ أم عمد؟ قال: خطأ. قال: هل من والديك أحد؟. قال: نعم، قال: أمك. قال: أنه أبي. قال: انطلق فبره وأحسن إليه. فلما انطلق، قال عمر: والذي نفسي بيده لو كانت أمه حية فبرها وأحسن إليها، رجوت ألا تطعمه النار أبداً.

باپ کے ساتھ حسنِ سلوک سے گناہ کا کفارہ

حضرت ابو نوفل رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت عمر رَضِیَ اللہُ عَنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: میں نے ایک جان کو قتل کر دیا تو آپ نے فرمایا: تیری خرابی ہو! قتلِ خطا یا قتلِ عمد؟ اس نے کہا: قتلِ خطا۔ فرمایا: کیا تیرے والدین میں سے کوئی ایک زندہ ہے؟ عرض کی: ہاں۔ فرمایا: کیا تیری ماں ہے؟ عرض کی: نہیں میرا باپ ہے۔ فرمایا: جا اس کے ساتھ حسنِ سلوک کر اور اچھا عمل کر۔ جب وہ چلا گیا تو حضرت عمر رَضِیَ اللہُ عَنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر اس کی والدہ زندہ ہوتی تو یہ اس کے ساتھ حسنِ سلوک کرتا تو مجھے قوی امید تھی کہ اسے جہنم کی آگ کبھی نہ کھاتی۔ (2)

---

1 ...بر الوالدین لابن الجوزی، ص47 مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت

2 ...بر الوالدین لابن الجوزی، ص47 مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت

﴿31﴾قال هشام بن حسان: قلت للحسن: إني أتعلم القرأن، وإن أمي تنتظرني بالعشاء، قال الحسن: تعش العشاء مع أمك تقر به عينها، أحب إلي من حجة تحجها تطوعاً.

حضرت ہشام بن حسان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی: میں قرآن کا علم حاصل کرتا ہوں اور میری والدہ رات کے کھانے کے ساتھ میری منتظر رہتی ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اپنی والدہ کے ساتھ رات کا کھانا کھاؤ تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں یہ مجھے تیرے نفل حج کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔(1)

﴿32﴾عن الحسن بن عمرو، قال: سمعت بشر بن الحارث يقول: الولد بالقرب من أمه حيث تسمع أفضل من الذي يضرب بسيفه في سبيل الله عزوجل، والنظر إليها أفضل من كل شيء.

حضرت حسن بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت بشر بن حارث کو فرماتے ہوئے سنا: بیٹے کا اپنی والدہ سے اتنا قریب رہنا جہاں سے وہ اسے سنے اس شخص سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے جو راہِ خدا میں اپنی تلوار چلائے اور والدہ کو دیکھنا ہر شے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔(2)

﴿33﴾عن أبي حازم، قال: قال عمارة: سمعت أبي يقول: ويحك، أما شعرت أن نظرك إلى والدتك عبادة، فكيف البر بها؟

---

1 ...بر الوالدین لابن الجوزی، ص48 مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت
2 ...بر الوالدین لابن الجوزی، ص49 مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت

والدہ کو دیکھنا عبادت

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمارہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد کو فرماتے ہوئے سنا: تجھ پر افسوس ہے! کیا تو نہیں جانتا کہ تیرا اپنی والدہ کو دیکھنا بھی عبادت ہے تو (سوچ پھر) حسنِ سلوک کرنے کا درجہ کیسا ہو گا؟[1]

﴿34﴾عن أبي كاهل، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: «أنه من بر والديه حيين وميتين كان على الله عزوجل أن يرضيه يوم القيامة». قلنا: كيف يبر والديه ميتين؟ قال: «يستغفر لهما، ولا يسب والدي أحد فيسب والديه»

فوت شدہ والدین کے ساتھ کیسے حسنِ سلوک کرے؟

حضرت ابو کاہل رَضِیَ اللہُ عَنہ سے مروی ہے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: جس نے اپنے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کیا وہ دونوں زندہ ہوں یا فوت ہو گئے ہوں اللہ تعالیٰ کے ذمۂ کرم پر ہے کہ وہ اسے قیامت کے دن راضی کرے۔ ہم نے عرض کی: اپنے فوت شدہ والدین کے ساتھ کیسے حسنِ سلوک کرے؟ فرمایا: ان کے لیے استغفار کرے اور کسی کے والدین کو گالی نہ دے کہ اس کی وجہ سے وہ اس کے والدین کو گالی دے۔[2]

﴿35﴾وعن علي رضي الله عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: «من سره أن يمد الله في عمره، ويوسع في رزقه، ويدفع عنه ميتة السوء فليتق الله وليصل رحمه»

---

1 ... بر الوالدین لابن الجوزی، ص49 مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت

2 ... بر الوالدین لابن الجوزی، ص77 مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت

بُری موت سے حفاظت

حضرت علی رَضِیَ اللہُ عَنہ سے مروی ہے کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: جسے یہ بات پسند ہو کہ اللہ پاک اس کی عمر میں اضافہ فرما دے، اس کے رزق میں وسعت کر دے اور بُری موت دور کرے تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ سے ڈرے اور صلہ رحمی کرے۔ (1)

﴿36﴾ عن عائشة رضي الله عنها، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: «صلة الرحم وحسن الجوار يعمران الديار، ويزيدان الأعمار»

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: صلہ رحمی اور پڑوس کے ساتھ اچھائی کرنا گھروں کو آباد کرتا ہے اور عمر میں اضافہ کرتا ہے۔ (2)

﴿37﴾ عن ابن عباس قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: «إذا نظر الوالد إلى ولده فسره كان للولد عتق نسمة».

غلام آزاد کرنے کا ثواب

حضرت ابنِ عباس رَضِیَ اللہُ عَنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیِ پاک صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: جب باپ اپنے بیٹے کو دیکھ کر خوش ہو تو بیٹے کے لئے ایک جان آزاد کرنے کا ثواب ہے۔ (3)

---

1 ... مستدرک، 4/160، حدیث: 7280، دار المعرفۃ بیروت

2 ... بر الوالدین لابن الجوزی، ص 83 مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت

3 ... بر الوالدین للبخاری، ص 52 مکتبۃ الامام البخاری مصر

﴿38﴾ عن سليمان بن بريدة عن أبيه أن رجلا جاء إلى النبى صلى الله عليه و سلم فقال: يا رسول الله إني حملت أمي على عنقي فرسخين في رمضاء شديدة لو ألقيت فيها بضعة من لحم لنضجت فهل أديت شكرها فقال: «لعله أن يكون بطلقة واحدة»

حضرت سلیمان بن بریدہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبیِ کریم صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم سے عرض کی: ایسی شدید گرمی میں اپنی ماں کو گردن پر سوار کر کے دو فرسخ (چھ میل) تک لے گیا ہوں جہاں راستے میں گوشت کا ٹکڑا اڈالا جاتا تو کباب ہو جاتا، کیا میں ماں کے حقوق سے فارغ ہو گیا ہوں؟ نبیِ پاک صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: تیرے پیدا ہونے میں درد کے جس قدر جھٹکے اُس نے اٹھائے شاید یہ ان میں سے ایک جھٹکے کا بدلہ ہو سکے۔[1]

﴿40﴾ عن أبي هريرة، قال: مر رسول الله صلى الله عليه وسلم على عبد الله بن أبي ابن سلول وهو في ظل أجمة، فقال: قد غبر علينا ابن أبي كبشة، فقال ابنه عبد الله بن عبد الله: والذي أكرمك، والذي أنزل عليك الكتاب، لئن شئت لآتينك برأسه، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «لا، ولكن بر أباك، وأحسن صحبته».

منافق باپ کے ساتھ بھی حسنِ سلوک کا حکم

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم عبد اللہ بن ابی بن سلول کے پاس سے سواری پر گزرے۔ وہ ایک دیوار کے سائے میں (اپنے حواریوں کے ساتھ) بیٹھا (گپیں ہانک رہا) تھا۔ (عبد اللہ بن ابی نے دیکھا تو حسد کے مارے

1... معجم صغیر، 1 / 92، حدیث: 257، دار الکتب العلمیہ بیروت

رہ نہ سکا اور پکار کر نبیِ پاک صَلَّی اللّٰہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بارے میں) کہنے لگا: ابنِ ابی کبشہ نے ہمیں گرد آلود کر دیا۔ عبد اللہ بن ابی کے (سچے مسلمان) بیٹے حضرت عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ نے (سنا تو نبیِ پاک صَلَّی اللّٰہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے) عرض کی: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو عزت وتوقیر سے نوازا، اور آپ پر اپنی کتاب نازل فرمائی! اگر آپ چاہیں تو میں اپنے باپ کا سر کاٹ کر آپ کے قدموں میں رکھ دوں۔ ارشاد ہوا: نہیں! اپنے باپ کی عزت کرو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔[1]

﴿41﴾ عن ابن عمر رضی اللہ عنهما، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: بينما ثلاثة نفر يتماشون أخذهم المطر، فمالوا إلى غار في الجبل، فانحطت على فم غارهم صخرة من الجبل فأطبقت عليهم، فقال بعضهم لبعض: انظروا أعمالا عملتموها لله صالحة، فادعوا الله بها لعله يفرجها. فقال أحدهم: اللهم إنه كان لي والدان شيخان كبيران، ولي صبية صغار، كنت أرعى عليهم، فإذا رحت عليهم فحلبت بدأت بوالدي أسقيهما قبل ولدي، وإنه ناء بي الشجر، فما أتيت حتى أمسيت فوجدتهما قد ناما، فحلبت كما كنت أحلب فجئت بالحلاب فقمت عند رؤوسهما، أكره أن أوقظهما من نومهما، وأكره أن أبدأ بالصبية قبلهما، والصبية يتضاغون عند قدمي، فلم يزل ذلك دأبي ودأبهم حتى طلع الفجر، فإن كنت تعلم أني فعلت ذلك ابتغاء وجهك فافرج لنا فرجة نرى منها السماء. ففرج الله لهم فرجة حتى يرون منها السماء.

والدین سے بھلائی کرنے کا وسیلہ کام آگیا

حضرت ابنِ عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ سے مروی ہے کہ تین آدمی جنگل میں سفر کر رہے تھے،

1... صحیح ابن حبان، 2/170، حدیث: 428، مؤسسۃ الرسالہ بیروت

آندھی اور بارش آگئی تو وہ پناہ لینے کے لیے ایک غار میں چلے گئے۔ غار کے سامنے ایک بڑا پتھر لُڑھک کر گر گیا اور غار کا منہ بند ہو گیا۔ ان تینوں نے کہا: اللہ سے کسی ایسی نیکی کا واسطہ دے کر دعا کرو جو خالص اُس کے لیے کی ہو۔ ان تین میں سے ایک نے کہا: یا اللہ میرے والدین ضعیف اور میرے بچے چھوٹے تھے۔ میں بکریاں چَرا کر آتا تو ان کو دودھ دوہ کر سب سے پہلے پلاتا پھر بیوی بچوں کو پلاتا۔ ایک رات مجھے دیر ہو گئی۔ والدین میرے آنے تک سو چکے تھے۔ میں ساری رات دودھ کا پیالا لے کر ان کے سرہانے کھڑا رہا اور انہیں نیند سے جگانا اور ان سے پہلے اپنے بچوں کو دودھ پلانا پسند نہ کیا۔ بچے بھوک سے میرے پاؤں میں روتے رہے لیکن میں نے والدین سے پہلے ان کو دودھ نہیں دیا۔ صبح ہوئی وہ جاگے، انھیں دودھ پلایا اور پھر بچوں کو دیا۔ میری یہ نیکی خالص تیرے لیے تھی اس لیے میری دعا قبول کرلے اور پتھر کو غار کے سامنے سے ہٹادے۔ تو اللہ پاک نے ان کے لیے کشادگی فرمادی حتّٰی کہ انہوں نے آسمان دیکھ لیا۔[1]

﴿42﴾ عن مكحول، قال: قدم وفد الأشعريين، على رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: أمنكم كانت وجرة؟ قالوا: نعم، قال: فإن الله أدخلها الجنة ببر والدتها وهي مشركة، يعني الأمر، أغير على حيها، فاحتملت والدتها تشتد بها في الرمضاء، فإذا احترقت قدماها، جلست وأجلست أمها في حجرها، وأظلتها من الشمس، فإذا استراحت حملتها.

والدہ سے نیکی کے سبب جنت میں داخلہ

حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ اشعری قبیلہ کا ایک وفد رسول اللہ

---

1 ... بخاری، 4/94، حدیث: 5974 دار الکتب العلمیہ بیروت

صَلَّی اللّٰہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: وجرہ نامی عورت تمہارے قبیلہ سے تعلق رکھتی تھی؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں۔ نبیِ پاک صَلَّی اللّٰہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: اس عورت کو اللہ تعالیٰ اس سبب سے جنت میں داخل فرمائے گا کہ اس نے اپنی والدہ کے ساتھ نیکی اور اچھا سلوک کیا حالانکہ اس کی ماں مشرکہ تھی۔ ایک دفعہ ہوا یہ تھا کہ وجرہ کی قوم پر دشمن لوٹ مار کے لیے حملہ آور ہوا تو وجرہ اپنی ماں کو اپنے کندھوں پر سوار کر کے دوڑ نکلی اور وہ اسی طرح سخت گرمی اور لو کے اندر چلتی رہی جب (گرم تپتی ہوئی زمین پر) اس کے پیر جلتے تو وہ بیٹھ جاتی اور اپنی ماں کو اپنی گود میں بٹھا لیتی اور سورج کی دھوپ سے بچانے کے لیے اس پر سایہ کرتی پھر کچھ دیر آرام لینے کے بعد اسی طرح اپنی ماں کو کندھوں پر سوار کر کے چل دیتی۔ [1]

خدمتِ والدین پر حکایات

﴿1﴾ عن أبي مرة، أن أبا هريرة رضي الله عنه كان إذا أراد أن يخرج من بيته وقف على باب أمه، فقال: السلام عليك يا أمتاه و رحمة الله وبركاته، فتقول، وعليك السلام يا بني و رحمة الله وبركاته. فيقول: رحمك الله كما ربيتني صغيرا، فتقول: رحمك الله كما بررتني كبيرا، وإذا أراد أن يدخل صنع مثله

حضرت ابو مرہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ جب اپنے گھر سے باہر جانے کا ارادہ کرتے تو اپنی والدہ ماجدہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر عرض کرتے: اے امی جان! اللہ تعالیٰ کی آپ پر سلامتی، رحمت اور برکتیں نازل ہوں۔ اس کے جواب میں وہ کہتیں: اے بیٹے! تم بھی سلامت رہو، تم پر اللہ کی رحمت ہو اور

1 ... بر الوالدین لابن الجوزی، ص 51 مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت

اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی برکات سے نوازے۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنہ عرض کرتے: اے امی جی! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، جس طرح آپ نے بچپن میں میری تربیت کی اور مجھے پالا ہے۔ اس کے جواب میں وہ کہتیں: اے بیٹے! اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے، جس طرح تو نے بڑا ہو کر میرے ساتھ نیکی اور حسنِ سلوک کیا ہے۔ اور جب ابو ہریرہ گھر واپس آتے تو اندر داخل ہونے سے پہلے پھر اسی طرح اپنی والدہ کو سلام عرض کرتے اور ان کی دعائیں لیتے۔[1]

﴿2﴾عن أبي أمامة: «أن أبا هريرة كان يلي حمل أمه إلى المرفق وينزلها عنه، وكانت مكفوفة كبيرة».

حضرت ابو امامہ رَضِیَ اللہُ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنہ بیت الخلاء تک اپنی ماں کو اُٹھا کر لاتے اور وہاں اُتار دیتے۔ اور آپ کی والدہ ماجدہ نابینا بوڑھی تھیں۔[2]

﴿3﴾عن سفيان الثوری، قال: كان ابن الحنفية يغسل رأس أمه بالخطمی، ويمشطها، ويقبلها، ويخضبها.

حضرت سفیان ثَوری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابنِ حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ کا سر خطمی سے دھوتے تھے اور ان کے سر میں کنگھی کرتے، اس کو چومتے اور سر پر خضاب لگاتے تھے۔[3]

﴿4﴾عن الزهری، قال: كان الحسن بن علی لا يأكل مع أمه، وكان أبر الناس بها،

1...بر الوالدین لابن الجوزی، ص 53 مؤسستہ الکتب الثقافیۃ، بیروت

2...بر الوالدین لابن الجوزی، ص 53 مؤسستہ الکتب الثقافیۃ، بیروت

3...بر الوالدین لابن الجوزی، ص 53 مؤسستہ الکتب الثقافیۃ، بیروت

فقیل له فی ذلك، فقال: أخاف أن آکل معها فتسبق عینها إلى شیء من الطعام، وأنا لا أعلم به فآکله، فأکون قد عققتها.

امام زہری رَحْمَۃُ اللّٰہِ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسن مجتبیٰ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ اپنی والدہ کے ساتھ کھانا نہیں کھاتے تھے اور وہ اپنی والدہ کے ساتھ بہت زیادہ حسنِ سلوک کرنے والے تھے۔ جب ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا: امی جان کے ساتھ کھانا کھاتے ہوئے مجھے یہ ڈر لگتا ہے کہ کھانے کی کسی چیز پر ان کی نظر سبقت کر چکی ہو اور مجھے علم نہ ہو اور میں وہ چیز اٹھا کر کھالوں تو اس طرح میں اپنی ماں کا نافرمان ہو جاؤں گا (لہٰذا اس خوف اور اندیشے کی وجہ سے میں امی کے ساتھ کھانا کھانے سے کتراتا ہوں)۔[1]

﴿5﴾ عن حفصة بنت سیرین قالت: کان محمد إذا دخل على أمه لم یکلمها بلسانه کله تحشما لها. عن ابن عون، قال: دخل رجل على محمد بن سیرین وهو عند أمه، فقال: ما شأن محمد أیشتکی شیئا، فقالوا: لا، ولکنه هکذا یکون إذا کان عند أمه.

ادب کے پیشِ نظر کھل کر گفتگو نہ کرتے

حضرت حفصہ بنتِ سیرین رَحْمَۃُ اللّٰہِ علیہا بیان کرتی ہیں کہ امام محمد بن سیرین رحمۃ اللّٰہ علیہ کی عادت یہ تھی کہ جب وہ اپنی والدہ کے پاس حاضر ہوتے تو ادب کے پیشِ نظر ان سے کھل کر گفتگو نہ کرتے تھے۔[2]

حضرت ابنِ عون رَحْمَۃُ اللّٰہِ علیہ کا بیان ہے کہ ایک شخص حضرت محمد بن سیرین رحمۃ

1 ...بر الوالدین لابن الجوزی، ص53 مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت

2 ...الزہد لامام احمد، ص248، رقم:1767، دار الکتب العلمیہ بیروت

اللہ علیہ کے پاس آیا اور آپ اپنی والدہ ماجدہ کے پاس حاضر تھے (اور اس طرح بیٹھے تھے کہ لگتا تھا جیسے مریض ہوں) آنے والے آدمی نے پوچھا: محمد کا کیا حال ہے، بیمار تو نہیں ہیں؟ حاضرین نے انہیں بتلایا کہ نہیں، بیمار نہیں ہیں لیکن یہ جب اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں ہوتے ہیں تو اسی طرح سراپا مؤدب ہو کر چپ چاپ بیٹھتے ہیں۔(1)

﴿6﴾قال: حدثنی مصعب بن عثمان، قال: «کان الزبیر بن هشام بارا بأبیه، إن کان لیرقی إلی السطح فی الحر فیؤتی بالماء البارد، فإذا ذاقه فوجد برده لم یشربه وأرسله إلی أبیه».

حضرت مصعب بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت زبیر بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ اپنے باپ کے بہت فرماں بردار تھے حتّٰی کہ اگر گرمی کے موسم میں گھر کی بالائی منزل میں ہوتے اور ان کے پاس ٹھنڈا مشروب لایا جاتا تو وہ چکھ کر کہتے: یہ تو ٹھنڈا پانی ہے پھر اسے خود پینے کی بجائے اپنے باپ کی خدمت میں بھیج دیتے تھے۔(2)

﴿7﴾عن هشام، قال: کانت حفصة ترحم علی الهذیل، وتقول: کان یعمد إلی القصب، فیقشره ویجففه فی الصیف، فإذا کان الشتاء، جاء حتی یقعد خلفی وأنا أصلی، فیوقد وقودا رفیقا ینالنی حره ولا یؤذنی دخانه، وکنت أقول له: یا بنی اللیلة، اذهب إلی أهلك، فیقول: یا أماه انا أعلم ما یریدون فأدعه فربما کان ذلك حتی یصبح وکان یبعث إلی بحلبة الغداة، فأقول: یا بنی تعلم، إنی لا أشرب نهارا، فیقول: أطیب اللبن ما بات فی الضرع فلا أحب أن أوثر غیرك، فابعثی به إلی من أحببت فمات هذیل،

1 ...بر الوالدین لابن الجوزی، ص53 مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت
2 ...البر والصلۃ لابن الجوزی، ص86 مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ بیروت

فوجدت علیه وجدا شدیدا وکنت اجد مع ذلك حرارة فی صدری لا تکاد تسکن قالت: فقمت لیلة أصلی، فافتتحت النحل، فأتیت علی قوله تعالی: مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ وَ لَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۹۶) فذهب عنی ما کنت أجد.

ہذیل اور ماں کی خدمت

حضرت ہشام رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: حضرت حفصہ بنتِ سیرین رحمۃ اللہ علیہا اپنے بیٹے ہذیل کے لئے رحمت کی دعا کیا کرتی تھیں۔ فرماتی تھیں: میرا بیٹا ہذیل گرمیوں میں نرکل اور سرکنڈا کاٹ کر لاتا اور اس کو چھیل کر خشک کر کے رکھ لیتا تھا کیونکہ اس کا دھواں نہیں ہوتا۔ جب سردی کا موسم آتا تو جب میں نماز پڑھ رہی ہوتی تو وہ میرے پیچھے آکر بیٹھ جاتا، ہلکی ہلکی آگ جلاتا رہتا، تاکہ مجھے گرمائش حاصل ہو۔ (اور نرکل گرمیوں میں خشک کر لینے کا فائدہ یہ ہوتا کہ) مجھے دھوئیں کی تکلیف نہ ہوتی اور میں (نماز سے فارغ ہو کر اس کی طرف متوجہ ہوتی اور) اس سے کہتی: بیٹا! رات کافی گزر گئی ہے۔ اپنے بچوں کے پاس جاؤ۔ وہ کہتا: اے میری امی! میں جانتا ہوں وہ کیا چاہتے ہیں۔ تو میں اسے اس کے حال پر چھوڑ دیتی اور اسی طرح آہستہ آہستہ آگ جلاتا رہتا، حتّٰی کہ پوری رات گزر جاتی، میں کہتی: بیٹا! تیرے اہل و عیال کا بھی تجھ پر حق ہے وہ کہتا: امی! مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ میں سمجھ جاتی وہ کیا چاہتا ہے اور میں اسے اس کے حال پر چھوڑ دیتی اور بسا اوقات اسی حال میں اس کی صبح ہو جاتی۔ صبح وہ میرے پاس تازہ دودھ بھیجتا تو میں اس سے کہتی: بیٹا! تو جانتا ہے کہ میں (روزے سے ہوتی ہوں تو) دن میں

دودھ نہیں پیتی ہوں۔ وہ کہتا: سب سے اچھا دودھ تو وہی ہوتا ہے جو رات تھنوں میں رہے اور صبح کے وقت اس کو دوہا جائے۔ میرے نزدیک آپ سے بڑھ کر کوئی دوسرا نہیں ہے جسے میں آپ پر ترجیح دوں اور آپ خود جس کو پسند فرمائیں، یہ دودھ بھیج دیں۔ حضرت حفصہ رحمۃ اللہ علیہا فرماتی ہیں: پھر ہذیل کا انتقال ہو گیا اور اس سے مجھے بہت سخت صدمہ ہوا جس کی آگ میں اپنے سینے میں پاتی اور مجھے کوئی سکون نہ ملتا۔ ایک رات میں نماز کے لیے اٹھی اور میں نے نماز میں سورۂ نحل پڑھنا شروع کی جب میں اللہ پاک کے اس ارشادِ مبارک پر پہنچی: مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْۤا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ(۹۶) [1] (ترجمۂ کنز الایمان: جو تمہارے پاس ہے ہو چکے گا اور جو اللہ کے پاس ہے ہمیشہ رہنے والا ہے اور ضرور ہم صبر کرنے والوں کو ان کا وہ صلہ دیں گے جو ان کے سب سے اچھے کام کے قابل ہو۔) اس آیت مبارکہ کی تلاوت سے میرا غم جاتا رہا۔[2]

﴿8﴾ عن أنس بن النضر الأشجعي: استقت أم ابن مسعود ماء في بعض الليالي، فذهب، فجاءها بشربة، فوجدها قد ذهب بها النوم، فثبت بالشربة عند رأسها حتى أصبح».

صبح تک پانی لئے کھڑا ہونا

حضرت انس بن نضر اشجعی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ایک رات حضرت ابنِ مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے ان کی والدہ ماجدہ نے پانی طلب کیا وہ پانی لے کر واپس لوٹے تو

1 ... پ14، النحل:96

2 ... بر الوالدین لابن الجوزی، ص53 مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت

ان کی والدہ سو گئی تھیں، وہ صبح تک پانی لے کر ان کے سرہانے کھڑے رہے۔[1]

﴿9﴾عن ظبیان بن علی الثوری، وکان من أبر الناس بأمه، قال: «لقد باتت امه وفی صدرها علیه شیء، فقام علی رجلیه قائما یکره أن یوقظها، ویکره أن یقعد حتی إذا ضعف جاء غلامان من غلمانه، فما زال معتمدا علیهما حتی استیقظت، وإن کان لیشتری الدستجة من البقل، فینقیها لها طاقة طاقة حتی یضعها بین یدیها، وکان یسافر بها إلی مکة، فإذا کان یوم حار حفر بئرا، ثم جاء بنطع فصب فیه الماء، ثم یقول لها ادخلی تبردی فی هذا»

حضرت ظبیان بن علی ثوری رحمۃُ اللہِ علیہ اپنی والدہ کے بڑے فرماں بردار تھے۔ ایک دفعہ کسی بات پر وہ ان پر کچھ ناراض تھیں، وہ معذرت کے لیے حاضر ہوئے تو وہ سو چکی تھیں، وہ ان کے جاگنے کے انتظار میں کھڑے رہے۔ ان کو جگانا گوارا کیا اور نہ بیٹھنا اچھا سمجھا، حتّٰی کہ جب کھڑے کھڑے نڈھال ہو گئے تو ان کے لڑکوں میں سے دو لڑکوں نے ان کو کھڑا ہونے میں سہارا دیا اور وہ برابر اسی طرح سہارا لے کر کھڑے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ ان کا طریقہ یہ تھا کہ بازار سے سبزی وغیرہ خرید کر لاتے تو اس کو پوری طرح صاف کر کے پھر اپنی والدہ کے سامنے رکھتے اور مکہ مکرمہ کے سفر میں ان کو ساتھ لے جاتے اور جب دن گرم ہوتا تو زمین میں گڑھا کھود کر اس پر کھال کا بنا ہوا خیمہ نصب کر دیتے اور اس کے اندر پانی ڈال کر ٹھنڈا کر دیتے پھر کہتے: اے امی جان! اس میں داخل ہو کر اس کی ٹھنڈک حاصل کریں۔[2]

---

1 ...بر الوالدین لابن الجوزی، ص54 مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت

2 ...بر الوالدین لابن الجوزی، ص54 مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت، مکارم الاخلاق لابن ابی الدنیا، ص76، رقم: 227 دار الکتب العلمیہ بیروت

﴿10﴾قال محمد بن عمر كان محمد بن عبد الرحمن بن أبي الزناد بارا بأبيه، وكان أبوه يقول: يا محمد، فلا يجيبه حتى يثب فيقوم على رأسه فيلبيه، فيأمره بحاجته، فلا يستفهمه هيبة له حتى يسأل من فهم ذلك عنه.

حضرت محمد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی زناد رحمۃ اللہ علیہ اپنے باپ کے بڑے فرماں بردار بیٹے تھے۔ جب ان کے والد ان کو بلانے کے لیے کہتے: اے محمد! تو فوراً لبیک کہتے ہوئے حاضر ہوتے۔ اُن کے والد ان کو کسی کام کا کہتے تو وہ ان کی ہیبت کی وجہ سے سمجھ نہ پاتے حتّٰی کہ کسی دوسرے شخص سے پوچھتے، جو سمجھ چکا ہوتا تھا۔ [1]

﴿11﴾عن عون بن عبد الله: «أنه نادته أمه فأجابها فعلا صوته صوتها فأعتق رقبتين»

ماں سے آواز اونچی ہونے پر دو غلام آزاد کرنا

حضرت عون بن عبد اللہ رحمۃُ اللہِ علیہ کے متعلق ہے کہ ان کی ماں نے ان کو آواز دی تو جواب میں ماں کی آواز سے ان کی آواز بلند ہو گئی، اس پر انہوں نے دو غلام آزاد کیے۔ [2]

﴿12﴾ أبو بكر بن عياش يقول: ربما كنت مع منصور في منزله جالسا فتصيح به أمه وكانت فظة غليظة، فتقول: يا منصور، يريدك ابن هبيرة على القضاء فتأبى، وهو

---

1 ...بر الوالدین لابن الجوزی، ص55 مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت

2 ...بر الوالدین لابن الجوزی، ص55 مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت

واضع لحيته على صدره ما يرفع طرفه إليها.

حضرت ابو بکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: بعض اوقات میں حضرت منصور بن معتمر رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ان کے گھر میں بیٹھا ہوتا تو ان کی ماں جو بڑی سخت مزاج اور کرخت طبیعت والی خاتون تھیں، چلا کر اونچی آواز سے کہتیں: اے منصور! ابنِ ہبیرہ تجھے قاضی کے عہدہ پر فائز کرنا چاہتا ہے تم کیوں انکار کرتے ہو؟ حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ اپنی داڑھی سینے سے لگا لیتے (یعنی سر جھکا لیتے) اور آنکھ اٹھا کر والدہ کی طرف نہ دیکھتے۔[1]

﴿13﴾ قال محمد بن المنكدر: «بات عمر يعني أخاه يصلي، وبت أغمر رجل أمي، وما أحب أن ليلتي بليلته»

رات ماں کے پاؤں دباتے ہوئے گزارنا

حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ان کے بھائی حضرت عمر بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ رات نوافل پڑھتے گزار دیتے اور میں رات اپنی امی جان کے پاؤں دباتے ہوئے گزارتا اور مجھے بالکل یہ پسند نہ ہوتا کہ میری رات اس کی رات کی جگہ ہوتی (یعنی میں ماں کی خدمت کو نفل پڑھنے سے افضل جانتا ہوں)۔[2]

﴿14﴾ وكان حجر بن الأدبر «يلمس فراش أمه بيده، فيتهم غلظ يده فيتقلب عليه على ظهره، فإذا أمن أن يكون عليه شيء أضجعها»

---

1 ... حلیۃ الاولیاء، 5/42، دار الکتاب العربی، بیروت

2 ... البر والصلۃ لابن الجوزی، ص89 مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت

حضرت حجر بن ادبر رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہ اپنی والدہ کا بستر بچھاتے تو ہاتھ پھیر کر دیکھتے کہ کہیں کوئی چیز چبھنے والی تو نہیں اور جب ہاتھ کو کوئی چیز کھردری محسوس نہ ہوتی تو پھر اپنی پشت کو بستر پر الٹ پلٹ کرکے اور خود لیٹ کر تسلی کرتے جب مکمل اطمینان ہو جاتا کہ اس پر کوئی ایسی چیز نہیں ہے تو پھر والدہ کو بستر پر لٹاتے تھے۔[(1)]

﴿15﴾ وقال سفیان بن عیینۃ: «قدم رجل من سفر فصادف أمه قائمة تصلی، فکرہ أن یقعد وھی قائمة، فعلمت ما أراد، فطولت لیؤجر»

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص سفر سے آیا گھر میں داخل ہوا تو ان کی والدہ کھڑی نماز پڑھ رہی تھیں، اس مردِ خدا نے یہ گوارا نہ کیا کہ ان کی والدہ کھڑی ہوں اور وہ بیٹھ جائے اور ان کی والدہ ان کے ارادہ کو بھانپ گئیں تو اس نے نماز کو خوب لمبا کر دیا تاکہ اس کے بیٹے کو زیادہ سے زیادہ اجر و ثواب حاصل ہو۔[(2)]

﴿16﴾ عن عمر بن ذر: أنه لما مات ابنه، قیل له: کیف کان برہ؟ قال: ما مشی معی نھارا قط إلا کان خلفی، ولا لیلا إلا کان أمامی، ولا رقی علی سطح أنا تحته

حضرت عمر بن ذر رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ہے کہ جب ان کے بیٹے کا انتقال ہوا تو ان سے پوچھا گیا: تمہارے بیٹے کا تمہارے ساتھ اچھا سلوک کیسا تھا؟ تو انہوں نے فرمایا: وہ جب بھی میرے ساتھ دن میں چلتا تو کبھی میرے آگے نہیں چلتا تھا، ہمیشہ میرے پیچھے رہتا اور رات کو ہمیشہ میرے آگے ہوتا تھا اور وہ کبھی اُس مکان کی چھت پر نہیں چڑھتا جس کے نیچے میں بیٹھا ہوتا۔[(3)]

1... البر والصلۃ لابن الجوزی، ص89 مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت
2... البر والصلۃ لابن الجوزی، ص89 مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت
3... البر والصلۃ لابن الجوزی، ص89 مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت

﴿17﴾ سمعت المعلی بن أیوب، قال: سمعت المأمون، یقول: لم أر أبر من الفضل بن یحیی بأبیه، بلغ من بره بأبیه: أن یحیی کان لا یتوضأ إلا بالماء الحار، وکان فی السجن، فمنعهما السجان من إدخال الحطب فی لیلة باردة، فقام الفضل حین أخذ یحیی مضجعه إلی قمقم فملأه، ثم أدناه من نار المصباح، فلم یزل قائما وهو فی یده حتی أصبح.

فضل برمکی کا والد سے حسنِ سلوک

معلی بن ایوب کہتے ہیں: میں نے مامون رشید سے سنا ہے وہ کہتے تھے: میں نے فضل بن یحییٰ برمکی سے بڑھ کر اپنے باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا نہیں دیکھا۔ یحییٰ گرم پانی سے وضو کرتے تھے، ایک مرتبہ وہ جیل میں قید تھے اور جیل کے داروغہ (جیلر) نے ان دونوں (باپ بیٹے) کو سردیوں کی ٹھنڈی رات میں جیل میں جلانے کی لکڑیاں اندر لانے سے منع کر دیا۔ یحییٰ رات کو جب بستر پر سوتے تو (ان کے بیٹے) فضل اٹھتے اور پانی گرم کرنے والے برتن میں پانی بھرتے پھر چراغ کی لو کے قریب پانی کا برتن لے کر کھڑے ہو جاتے اور ساری رات اسی طرح کھڑے رہتے حتّٰی کہ صبح ہو جاتی۔ (1)

﴿18﴾ حکی غیر المأمون: أن السجان فطن لاستفاقه بالمصباح فی تغییر الماء، فمنعهم من الاستصباح فی اللیلة القابلة، فعمد الفضل إلی القمقم مملوءا فأخذه معه فی فراشه، وألصقه بأحشائه حتی أصبح وقد فتر الماء.

مامون کے علاوہ دوسروں نے یہ بھی روایت کیا ہے کہ داروغہ کو جب اس بات کا علم ہوا کہ فضل رات کو پانی لے کر مسلسل چراغ کے پاس کھڑا رہتا ہے اور وہ اس

---

(1)... البر والصلة لابن الجوزی، ص89،90 مؤسسة الکتب الثقافیة، بیروت

طرح پانی کو نیم گرم سا کر لیتا ہے تو اس نے اگلی رات چراغ کی روشنی سے اس طرح کا استفادہ کرنے سے بھی منع کر دیا۔ اب فضل نے پانی گرم کرنے والے برتن میں پانی بھرا اور بستر میں اپنے ساتھ رکھ لیا اور پانی کے برتن کو وہ اپنے پیٹ کے ساتھ چپکا کر رات بھر لیٹا رہا حتّٰی کہ صبح ہو گئی اور پانی ہلکا گرم ہو گیا۔ (1)

﴿19﴾ عن الشيخ عبد القادر الجيلاني سرت مع قافلة صغيرة تطلب بغداد، فلما تجاوزنا همدان، وكنا بارض ترنتك خرج علينا ستون فارساً من الأودية، فأخذوا القافلة، ولم يتعرض لي أحد، فاجتاز بي أحدهم وقال لي: يا فقير ما معك؟ فقلت: أربعين ديناراً، فقال: وأين هي؟ فقلت: مخاطة في دلقي تحت إبطي، فظنني استهزي، به فتركني وانصرف، ومربي آخر فقال لي مثل ما قال الأول، فأجبته كما أجبت الأول، فتركني وانصرف، وتوافيا عند مقدمهم فاخبراه بما سمعاه مني، فقال: علي به، فأتي بي إليه، وإذا هم على تل يقتسمون أموال القافلة، فقال لي: ما معك؟ قلت أربعون ديناراً، قال: واين هي؟ قلت: مخاطة في دلقي تحت إبطي، فأمر بدلقي، ففتق فوجد فيه الأربعين ديناراً، فقال لي: ما حملك على الاعتراف؟ قلت: الصدق إن أمي عاهدتني لي وإني لا أخون عهدها، فبكى المقدم وقال: أنت لم تخن عهد أمك، وانا لي كذا وكذا سنة أخون عهد ربي، فتاب على يدي فقال له أصحابه: انت كنت مقدمنا في قطع الطريق، وأنت الآن مقدمنا في التوبة، فتابوا كلهم على يدي وردوا على القافلة ما أخذوا منهم.

---

1 ... البر والصلة لابن الجوزی، ص 90 مؤسسة الکتب الثقافیۃ، بیروت

غوثِ پاک اور والدہ کی نصیحت پر عمل

حضور غوثِ پاک رَحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں (علمِ دین حاصل کرنے کے لئے) ایک چھوٹے قافلے کے ہمراہ بغداد کے ارادے سے روانہ ہوا، جب ہمدان سے آگے ترنتک کی سرزمین پر پہنچے تو ساٹھ (60) ڈاکو قافلے پر ٹُوٹ پڑے اور سارا قافلہ لُوٹ لیا۔ کسی نے مجھے نہ پکڑا، ایک ڈاکو میرے پاس آکر پوچھنے لگا: اے فقیر! تمہارے پاس بھی کچھ ہے؟ میں نے کہا: چالیس (40) دِینار۔ اس نے پوچھا: کہاں ہیں؟ میں نے کہا: بغل کے نیچے گدڑی میں سلے ہوئے ہیں۔ ڈاکو اس کو مذاق تصور کرتا ہوا چلا گیا، اس کے بعد دوسرا ڈاکو آیا اور اس نے بھی اسی طرح کے سوالات کئے، میں نے یہی بات اس کو بھی بتائی اور وہ بھی اسی طرح مذاق سمجھتے ہوئے چلتا بنا، جب سب ڈاکو اپنے سردار کے پاس جمع ہوئے تو انہوں نے اپنے سردار کو میرے بارے میں بتایا تو مجھے وہاں بُلا لیا گیا، وہ ٹیلے پر مال کو تقسیم کرنے میں مصروف تھے۔ ڈاکوؤں کا سردار مجھ سے مخاطب ہوا: تمہارے پاس کیا ہے؟ میں نے کہا: چالیس (40) دِینار ہیں، اس نے پوچھا: کہاں ہیں؟ میں نے کہا: بغل کے نیچے گدڑی میں سلے ہوئے ہیں۔ ڈاکوؤں کے سردار نے ڈاکوؤں کو حکم دیتے ہوئے کہا: اس کی گدڑی دیکھو۔ گدڑی کو پھاڑا گیا تو اس میں سے چالیس دینار نکلے تو سردار نے تعجب سے سُوال کیا: تمہیں سچ بولنے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ میں نے کہا: والدہ کی نصیحت نے۔ سردار بولا: وہ نصیحت کیا ہے؟ میں نے کہا: میری والدہ نے مجھے ہمیشہ سچ بولنے کی تلقین فرمائی تھی اور میں نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ سچ بولوں گا۔ یہ سُن کر ڈاکوؤں کا سردار رو کر کہنے لگا: یہ لڑکا اپنی ماں سے کئے ہوئے

وعدے کے خلاف نہیں ہوا اور میں نے ساری عمر اپنے ربِّ کریم سے کئے ہوئے وعدہ کے خلاف گزار دی ہے۔ اُسی وقت اس سردار اور اس کی دیکھا دیکھی اس کے ساتھیوں نے بھی توبہ کی اور قافلے کا لُوٹا ہوا مال واپس کر دیا۔[1]

﴿20﴾قال أبويزيد البسطامي رضي الله عنه طلبت أمي ماء فجئتها فوجدتها نائمة فقمت أنظر يقظتها فلما استيقظت قالت أين الماء فأعطيتها الكوز وقد كان سال الماء على إصبعي فجمد عليها الماء من شدة البرد فلما أخذت الكوز انسلخ جلد إصبعي فسال الدم فقالت ما هذا فأخبرتها قالت اللهم إني راضية عنه فارض عنه.

حضرت بایزید بسطامی رَحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ (سردیوں کی ایک سخت رات میں) میری ماں نے مجھ سے پانی مانگا، میں پانی لے آیا مگر ماں کو سویا ہوا پایا، میں نے جگانا مناسب نہ سمجھا، پانی کا برتن لئے اس انتظار میں ماں کے قریب کھڑا رہا کہ بیدار ہوں تو پانی پیش کروں۔ جب والدہ محترمہ بیدار ہوئیں اور پانی کا پوچھا تو میں نے پانی پیش کیا، (کھڑے کھڑے کافی دیر ہو چکی تھی اور) برتن سے کچھ پانی بہ کر میری اُنگلی پر جم کر برف بن گیا تھا۔ جب انہوں نے پانی کا برتن پکڑا تو میری انگلی کی کھال اُدھڑ گئی اور خون بہنے لگا، ماں نے دیکھ کر فرمایا: یہ کیا؟ میں نے سارا ماجرا عرض کیا تو انہوں نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی: اے اللہ پاک! میں اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا۔[2]

﴿21﴾حكي أن الله سبحانه وتعالى أوحى إلى سليمان بن داود عليهما السلام أن

1... بہجۃ الاسرار، ذکر طریقہ، ص168 ملخصا

2... نزہۃ المجالس، 1/195، المطبعۃ الکاستلیۃ مصر

أخرج إلى ساحل البحر تبصر عجبا، فخرج سليمان ومن معه من الجن والإنس فلما وصل الساحل التفت يمينا وشمالا فلم ير شيئا فقال لعفريت غص فى هذا البحر ثم ائتنى بعلم ما تجد فيه فغاص ثم رجع بعد ساعة وقال يا نبى الله إنى غصت فى هذا البحر مسيرة كذا وكذا فلم أصل إلى قعره ولا وجدت فيه شيئا، فقال لعفريت آخر غص فى هذا البحر وائتنى بعلم ما تجد فيه فغاص ثم رجع بعد ساعة وقال مثل قول الأول إلا أنه غاص مثل الأول مرتين فقال لآصف بن برخيا وهو وزيره الذى ذكره الله تعالى فى القرآن بقوله قال الذى عنده علم من الكتاب ائتنى بعلم ما فى هذا البحر فجاءه بقبة من الكافور الأبيض لها أربعة أبواب باب من در وباب من ياقوت وباب من جوهر وباب من زبرجد أخضر والأبواب كلها مفتحة ولا يدخلها قطرة من الماء وهى فى داخل البحر فى مكان عميق مثل مسيرة ما غاص فيه العفريت الأول ثلاث مرات فوضعها بين يدى سليمان عليه السلام وإذا فى وسطها شاب حسن الهيئة نقى الثياب وهو قائم يصلى فدخل سليمان القبة وسلم على ذلك الشاب وقال له ما أنزلك فى قعر هذا البحر قال يا نبى الله إنه كان أبى رجلا مقعدا وكانت أمى عمياء فأقمت فى خدمتها سبعين سنة، فلما حضرت وفاة أمى قالت اللهم أطل حياة ابنى فى طاعتك ولما حضرت وفاة أبى قال اللهم استخدم ولدى فى مكان لا يكون للشيطان عليه سبيل، فخرجت إلى هذا الساحل بعد ما دفنتها فنظرت هذه القبة موضوعة فدخلتها لأنظر حسنها فجاء ملك من الملائكة فاحتمل القبة وأنا فيها وأنزلنى فى قاع البحر قال سليمان ففى أى زمان كنت أتيت هذا الساحل

قال فی زمان إبراهیم الخلیل صلی الله علیه وسلم فنظر سلیمان علیه السلام فی التاریخ فإذا له ألفا سنة وأربعمائة سنة وهو شاب لا شیب فیه قال فما کان طعامك وشرابك داخل هذا البحر قال یا نبی الله یأتینی کل یوم طیر أخضر فی منقارة شیء أصفر مثل رأس الإنسان فأکله فأجد فیه طعم کل نعیم فی دار الدنیا فیذهب عنی الجوع والعطش والحر والبرد والنوم والنعاس والفترة والوحشة فقال سلیمان أتحب أن تقعد معنا أو نردك إلی موضعك فقال ردنی یا نبی الله فقال رده یا آصف فرده ثم التفت فقال انظروا کیف استجاب الله دعاء الوالدین فأحذرکم عقوق الوالدین یرحمکم الله اللهم الهمنی برهما.

سمندری گنبد

بیان کیا گیا ہے اللہ پاک نے حضرت سیدنا سلیمان علیہ السَّلام کو وحی فرمائی کہ سمندر کے کنارے جائیے اور ہماری قدرت کا نظارہ کیجئے۔ آپ علیہ السَّلام اپنے مصاحبین جن و انس کے ہمراہ تشریف لے گئے مگر کوئی ایسی چیز نظر نہ آئی، چنانچہ ایک عفریت جن کو حکم دیا کہ سمندر میں غوطہ لگا کر اندر کی خبر لاؤ۔ اُس نے غوطہ لگانے کے بعد واپس آکر عرض کی: میں نے اتنے فاصلے تک غوطہ لگایا مگر میں تہہ تک نہیں پہنچ سکا نہ ہی کوئی شے نظر آئی۔ آپ علیہ السَّلام نے اُس سے طاقتور عفریت جن کو حکم دیا، اُس نے پہلے جن کے مقابلے میں دُگنی گہرائی تک غوطہ لگایا مگر وہ بھی کوئی خبر نہ لا سکا۔ آپ علیہ السَّلام نے اپنے وزیر حضرت آصف بن برخیا رحمۃُ اللہِ علیہ کو حکم دیا، اُنہوں نے تھوڑی ہی دیر میں ایک عالی شان کافوری چار دروازوں والا سفید سمندری گنبد لا کر سیدنا سلیمان علیہ

السَّلام کی خدمتِ سراپا عظمت میں حاضر کر دیا! اس کا ایک دروازہ موتی کا، دوسرا یاقوت کا، تیسرا ہیرے کا اور چوتھا زمرد کا تھا، چاروں دروازے کھلے ہونے کے باوجود سمندر کے پانی کا کوئی قطرہ اندر نہیں تھا۔ اس سمندری گنبد کے اندر ایک حسین نوجوان صاف ستھرے لباس میں ملبوس مشغولِ نماز تھا، جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو آپ علیہ السَّلام نے سلام کر کے اس سے اُس سمندری گنبد کا راز دریافت کیا۔ اُس نے عرض کی: یا نبی اللہ! میرا باپ معذور اور والدہ نابینا تھی، میں نے ستر سال اُن کی خدمت کی، میری ماں نے انتقال سے پہلے دُعا کی: یا اللہ پاک! میرے بیٹے کو درازیِ عمر بالخیر عطا فرما۔ والدِ محترم نے بوقتِ وفات دعا فرمائی: یا اللہ پاک! میرے بیٹے کو ایسی جگہ عبادت پر لگا کہ شیطان مداخلت نہ کر سکے۔ چنانچہ والدین کے انتقال کے بعد جب میں ساحِلِ سمندر پر آیا تو مجھے یہ سمندری گنبد نظر آیا، میں اس کے اندر داخل ہو گیا۔ اتنے میں ایک فرشتہ آیا اور اس نے اس گنبد کو سمندر کی تہ میں اُتار دیا۔ سیدنا سلیمان علیہ السَّلام کے پوچھنے پر اُس نے عرض کی: میں حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السَّلام) کے مقدس دور میں یہاں آیا ہوں۔ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السَّلام نے جان لیا کہ اس کو دو ہزار سال اس سمندری گنبد میں گزر چکے ہیں مگر اب تک جوان ہے، اُس کا ایک بال بھی سفید نہیں ہوا تھا۔ غذا کے متعلق اُس نے بتایا: روزانہ ایک سبز پرندہ اپنی چونچ میں انسانی سر جتنی کوئی زرد (یعنی پیلی) چیز لاتا ہے، میں اُسے کھالیتا ہوں، اس میں دنیا کی تمام نعمتوں کی لذت ہوتی ہے، اس سے میری بھوک اور پیاس مٹ جاتی ہے۔ اس کے علاوہ الحمد للہ! گرمی سردی، نیند سُستی، غنودگی، نامانوسیت اور وحشت (یعنی گھبراہٹ وخوف) یہ تمام چیزیں مجھ سے دور رہتی ہیں۔ اس کے بعد اُس نوجوان کی خواہش پر سیدنا سلیمان علیہ السَّلام کا

حکم پا کر حضرت آصف بن برخیا رحمۃُ اللہِ علیہ نے سمندری گنبد کو اٹھا کر سمندر کی تہہ میں پہنچا دیا۔ اس کے بعد حضرت سیدنا سلیمان علیہ السّلام نے فرمایا: اے لوگو! اللہ پاک آپ سب پر رحم فرمائے، دیکھا آپ نے کہ والدین کی دعا کس قدر مقبول ہوتی ہے والدین کی نافرمانی سے بچو۔[1]

﴿22﴾ابن سيرين، قال بلغت النخلة ألف درهم، فنقر نخلة من جمارها، فقيل: عقرت نخلة تبلغ كذا وكذا وجمارة بدرهمين، قال: سألتني أمي، ولو سألتني أكثر من ذلك فعلت.

ماں کے لئے ہزار درہم کا درخت کاٹ ڈالا

حضرت ابنِ سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے کھجور کا ایک درخت جس کی قیمت ایک ہزار درہم کو پہنچتی تھی کھجور کا جمار (کھجور کا گوند جو چربی کے مشابہ ہوتا ہے) حاصل کرنے کی غرض سے کاٹ ڈالا تھا۔ ان سے جب کہا گیا کہ تم نے دو درہم کے گوند کی خاطر اتنا قیمتی درخت کاٹ ڈالا ہے! تو کہنے لگے: اس کے لیے مجھ سے میری امی جان نے کہا تھا اور یہ تو ایک ہزار کا درخت ہے اگر وہ اس سے بھی زیادہ قیمتی درخت کو کاٹنے کا حکم دیتیں تو میں وہ بھی کاٹ ڈالتا۔[2]

﴿23﴾كان في بني إسرائيل رجل صالح له ولد صغير وله عجلة صغيرة من ولد البقر فلما حضره الموت قال اللهم إني استودعك هذه العجلة لهذا الصبي فلما كبر الولد اجتهد في العبادة فكان يقوم ثلث الليل وينام ثلثه ويتضرع ثلثه ويعمل

1... روض الریاحین فی حکایات الصالحین، الحکایۃ الرابعۃ والستون، ص219، المکتبۃ التوقیفیۃ

2... البر والصلۃ لابن الجوزی، ص85 مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت

بالنهار بدراهم فيتصدق بثلثا ويأكل بثلثا ويعطى أمه ثلثا ثم قالت له أمه إن أباك ترك عجلة فى مكان كذا فانطلق إليها فلما جاء بها قالت اذهب إلى السوق وبعها بثلاثة دنانير ولا تبعها إلا بإذنى فقال له ملك خذ ثمنها ستة دنانير ولا تستأذن أمك فقال لابد من إذنها فرجع إليها وأخبرها بذلك فقالت أنه ملك ارجع إليه وقل له تأمرنى ببيعها أم لا فقال أمسكها فإن موسى يشتريها بملء جلدها ذهبا فقدر الله على بنى إسرائيل ذبح تلك البقرة مكافأة للولد على بر أمه ولبيان القتيل لأنهم كانوا ينكرون البعث فلما ذبحوها وضربوا القتيل ببعضها فأحياه الله تعالى وأخبرهم بالذى قتله.

ماں سے حسنِ سلوک کا بہترین بدلہ

بنی اسرائیل میں ایک نیک شخص تھا جس کا چھوٹا بچہ تھا اور اس کے پاس ایک چھوٹی بچھڑی تھی۔ جب اس کا وقتِ انتقال قریب آیا تو اس نے اللہ سے کہا: ”اے اللہ! میں اس گائے کو اس بچے کے لیے تیری امانت میں دیتا ہوں۔“ جب بچہ بڑا ہوا، تو وہ عبادت میں بہت کوشش کرتا۔ وہ رات کا ایک تہائی حصہ قیام کرتا، ایک تہائی حصہ سوتا اور ایک تہائی حصہ گریہ وزاری میں گزار دیتا۔ دن میں وہ کمائی کرتا اور اس کا ایک تہائی صدقہ دیتا، ایک تہائی خود کھاتا اور ایک تہائی اپنی والدہ کو دیتا۔ ایک دن اس کی والدہ نے کہا: تمہارے والد نے ایک گائے فلاں جگہ پر چھوڑی تھی، جاؤ اور اسے لے آؤ۔ جب بچہ گائے لے آیا تو والدہ نے کہا: اسے بازار میں جاکر تین دینار میں بیچو، مگر میری اجازت کے بغیر نہ بیچنا۔ ایک فرشتہ اس کے پاس آیا اور کہا: اسے چھ دینار میں

دے دو، اور اپنی والدہ سے اجازت نہ لو۔ لیکن بچے نے کہا: مجھے اپنی والدہ کی اجازت ضروری ہے۔ وہ واپس اپنی والدہ کے پاس آیا اور اسے سارا ماجرا بتایا۔ والدہ نے کہا: وہ فرشتہ تھا، واپس جاکر اس سے کہو کہ کیا تم مجھے اس کے بیچنے کا حکم دیتے ہو یا نہیں؟ جب وہ واپس گیا تو فرشتہ نے کہا: اسے روکے رکھو، کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السَّلام اسے اس کی کھال بھر سونے کے عوض خریدیں گے۔ اللہ پاک نے بنی اسرائیل پر یہ فرض کیا کہ وہ اس گائے کو ذبح کریں، تاکہ بچہ اپنی والدہ کے ساتھ اپنے حسنِ سلوک کا بدلہ پائے اور مقتول کی شناخت ہو سکے، کیونکہ وہ قیامت کے دن کے بارے میں شک میں تھے۔ جب انہوں نے اس گائے کو ذبح کیا اور اس کا گوشت مقتول پر لگایا، تو اللہ نے مقتول کو زندہ کر دیا اور اس کے ذریعے قتل کرنے والے کو بے نقاب کر دیا۔[1]

﴿24﴾ عن طاؤس قال: كان رجل له أربع بنين فمرض فقال أحدهم: إما أن تمرضوه وليس لكم من ميراثه شيء، وإما أن أمرضه وليس لي من ميراثه شيء، قالوا مرضه وليس لك من ميراثه شيء. قال فمرضه حتى مات ولم يأخذ من ميراثه شيئا. قال فأتي في النوم فقيل له ائت مكان كذا وكذا فخذ منه مائة دينار، فقال في نومه: أفيها بركة؟ قالوا لا، قال فأصبح فذكر ذلك لامرأته فقالت امرأته خذها فإن من بركتها أن نكتسي منها ونعيش منها، فأبى، فلما أمسى أتي في النوم فقيل له ائت مكان كذا وكذا فخذ منه عشرة دنانير، فقال أفيها بركة؟ قالوا لا، فلما أصبح قال ذلك لامرأته فقالت له مثل مقالتها الأولى، فأبى أن يأخذها فأتي في الليلة الثالثة

1... نزہۃ المجالس، باب بر الوالدین، 1/196 المطبعہ الکاستلیۃ مصر

فقيل له ائت مكان كذا وكذا فخذ منه دينارا، فقال: أفيه بركة؟ قالوا نعم! قال فذهب فأخذه ثم خرج به إلى السوق فإذا هو برجل يحمل حوتين فقال بكم هما؟ قال: بدينار، قال فأخذهما منه بدينار ثم انطلق بهما، فلما دخل بيته شق بطنهما فوجد في بطن كل واحدة منهما درة لم ير الناس مثلهما. قال فبعث الملك يطلب درة يشتريها فلم توجد إلا عنده فباعها بوقر ثلاثين بغلا ذهبا، فلما رآها الملك قال ما تصلح هذه إلا بأخت، اطلبوا أختها وإن أضعفتم، قال فجاءوه فقالوا: أعندك أختها ونعطيك ضعف ما أعطيناك؟ قال: وتفعلون؟ قالوا نعم! قال فأعطاهم إياها بضعف ما أخذوا الأولى.

باپ کی تیمارداری کا صلہ

امام طاؤس رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص کے چار بیٹے تھے، وہ بیمار ہوا تو ان میں سے ایک نے کہا: یا تو تم تینوں والد کی تیمارداری کرو اور ان کی میراث سے اپنے لئے کچھ حصہ نہ لو یا میں ان کی تیمارداری کرتا ہوں اور ان کی میراث سے کچھ حصہ نہیں لیتا۔ تینوں نے کہا: تم تیمارداری (یعنی بیماری کی حالت میں خدمت وغیرہ) کرو اور میراث سے کچھ حصہ نہ لو۔ چنانچہ وہ والد کی تیمارداری کرتا رہا حتّٰی کہ والد کا انتقال ہو گیا، لہٰذا اس نے میراث میں سے کچھ حصہ نہ لیا۔ ایک رات اس نے خواب میں کسی کہنے والے کو یہ کہتے سنا: فلاں جگہ جاؤ اور وہاں سے 100 دینار (یعنی سونے کے سکے) لے لو۔ لڑکے نے پوچھا: کیا اس میں برکت ہے؟ جواب ملا: نہیں۔ صبح ہوئی تو اس نے خواب اپنی بیوی کو سنایا، بیوی نے کہا: تم ان دیناروں کو لے لو تاکہ ہم ان سے کپڑے بنوائیں اور زندگی گزاریں۔ لڑکے نے انکار کر دیا۔ اگلی رات پھر اس نے خواب میں کسی کو کہتے

سنا: فلاں جگہ جاؤ اور وہاں سے 10 دینار لے لو۔ اس نے پوچھا: کیا ان میں برکت ہے؟ جواب ملا: نہیں۔ صبح اس نے اپنی بیوی کو خواب سنایا تو بیوی نے پہلے کی طرح کہا، مگر اس نے پھر لینے سے انکار کر دیا، تیسری رات پھر اس نے خواب میں سنا: فلاں جگہ جاؤ اور ایک دینار لے لو۔ اس نے پوچھا: کیا اس میں برکت ہے؟ جواب ملا: ہاں۔ چنانچہ لڑکا گیا اور دینار لے کر بازار روانہ ہو گیا، اسے ایک آدمی ملا جو دو مچھلیاں اٹھائے ہوئے تھا، لڑکے نے کہا: ان کی قیمت کیا ہے؟ اس نے کہا: ایک دینار۔ لڑکے نے ایک دینار کے بدلے دونوں مچھلیاں لیں اور چل دیا۔ گھر آکر ان کا پیٹ چاک کیا تو دونوں میں سے ہر ایک کے پیٹ سے ایک ایسا موتی نکلا جس کی مثل لوگوں نے نہ دیکھا تھا۔ ادھر بادشاہ نے ایک شخص کو ایسا ہی موتی تلاش کرنے اور خریدنے بھیجا تو وہ موتی اس لڑکے کے پاس ملا لہٰذا اس نے وہ موتی سونے سے لدے ہوئے 30 خچروں کے عوض بیچ دیا۔ جب بادشاہ نے موتی دیکھا تو کہا: اس کا فائدہ اسی صورت میں ہے کہ اس کی مثل ایک اور بھی ہو۔ لہٰذا بادشاہ نے خدام سے کہا: اس کی مثل ایک اور تلاش کرو اگرچہ قیمت دگنی دینی پڑے۔ چنانچہ وہ اسی لڑکے کے پاس آئے اور کہا: جو موتی ہم نے تم سے خریدا تھا اس کی مثل اور بھی ہو تو ہمیں دے دو ہم تمہیں دگنی رقم دیں گے۔ لڑکے نے پوچھا: کیا تم واقعی اتنا دو گے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ چنانچہ لڑکے نے دوسرا موتی دگنی قیمت میں یعنی سونے سے لدے ہوئے 60 خچروں کے عوض فروخت کر دیا۔[1]

﴿25﴾ سمعت محمد بن عبد الله الرازي، يقول: سمعت بلالا الخواص يقول: كنت في تيه بني إسرائيل، فإذا رجل يماشيني، فتعجبت ثم ألهمت أنه الخضر،

1... شعب الایمان، 6/208، رقم: 7923 دار الکتب العلمیہ بیروت

فقلت: من أنت؟ فقال: أخوك الخضر، فقلت: ما تقول في الشافعي؟، قال: من الأوتاد. قلت: فأحمد بن حنبل؟ قال: صديق. قلت: فبشر بن الحارث؟ قال: لم يخلف بعده مثله، فقلت: بأي وسيلة رأيتك؟ فقال: ببرك لأمك.

حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات

حضرت محمد بن عبد اللہ رازی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت بلال خواص رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میں بنی اسرائیل کے میدان تیہ میں تھا، پھر اچانک میں نے دیکھا کہ کوئی شخص میرے ساتھ چل رہا ہے، مجھے تعجب ہوا پھر میرے دل میں یہ بات ڈال دی گئی کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں، میں نے ان سے کہا: بتائیں آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: تمہارا بھائی خضر ہوں؟ میں نے ان سے پوچھا: اچھا! امام شافعی رحمۃُ اللہِ علیہ کے بارے میں بتائیں کہ ان کا کیا مقام و مرتبہ ہے؟ انہوں نے فرمایا: وہ اوتاد میں سے ہیں۔ میں نے پوچھا: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ فرمایا: وہ صدیق ہیں۔ میں نے پوچھا: اور حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کیسے آدمی ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ان کے بعد ان جیسا کوئی نہیں ہے۔ میں نے کہا: مجھے کس وسیلہ سے آپ کی زیارت کی سعادت حاصل ہوئی؟ فرمایا: تجھے اپنی ماں کے ساتھ نیکی اور حسنِ سلوک کی برکت سے یہ صلہ ملا ہے۔[1]

﴿26﴾ حدثنا سعيد بن أبي بردة قال: سمعت أبي يحدث، أنه شهد ابن عمر و رجل يماني يطوف بالبيت، حمل أمه وراء ظهره، قال: يا ابن عمر أتراني جزيتها؟ قال: لا،

1... البر والصلة لابن الجوزی، ص 85 مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت

ولا بزفرة واحدة.

ایک جھٹکے کا بھی تو نے حق ادا نہ کیا

حضرت سعید بن ابی بردہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد سے سنا وہ بیان کر رہے تھے کہ وہ حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ عنہما کے پاس موجود تھے اور ایک یمنی آدمی بیتُ اللہ کا طواف کر رہا تھا۔ اپنی والدہ کو اس نے اپنی پشت پر اٹھا رکھا تھا۔ اس نے حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ عَنہ سے کہا: اے ابنِ عمر! آپ کا کیا خیال ہے میں نے اپنی والدہ کا حق ادا کر دیا ہے؟ فرمایا: نہیں بلکہ والدہ کے دردِ زہ کے ایک جھٹکے کا بھی تو نے حق ادا نہیں کیا۔[1]

﴿27﴾ روينا عن عائشة، أنها قالت: كان رجلان من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم أبر من كان في هذه الأمة بأمهما: عثمان بن عفان، وحارثة بن النعمان، فأما عثمان، فإنه قال: ما قدرت أن أتأمل أمي منذ أسلمت، وأما حارثة، فإنه كان يفلي رأس أمه، ويطعمها بيده، ولم يستفهمها كلاما قط تأمر به حتى يسأل من عندها بعد أن يخرج، ماذا قالت أمي؟

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: دو آدمی نبیِ کریم صَلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے صحابۂ کرام میں سے تھے جو اس امت میں اپنی ماؤں کے سب سے زیادہ فرمانبردار تھے۔ ایک حضرت عثمان اور دوسرے حضرت حارثہ بن نعمان رَضِیَ اللہُ عنہما۔ حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ عَنہ کی یہ حالت تھی کہ فرمایا: جب سے مسلمان

1... الادب المفرد، باب جزاء الوالدین، ص8، رقم: 11، مکتبۃ المعارف ریاض

ہوا ہوں میں نے اپنی ماں کو کبھی سوچنے کا موقع نہیں دیا (بلکہ اس کے کہنے پر فوراً ہی عمل کیا) اور حضرت حارثہ بن نعمان رَضِیَ اللہُ عَنہ کا یہ حال تھا کہ وہ اپنی ماں کے سر سے خود جوئیں نکالتے تھے، اپنے ہاتھ سے ماں کو کھانا کھلاتے تھے اور کوئی بات دوبارہ نہیں پوچھتے تھے جس کا وہ حکم کرتی تھیں حتّٰی کہ جو ان کے پاس بیٹھے ہوتے تھے ان سے نکلنے کے بعد پوچھ لیتے تھے کہ میری ماں نے کیا کہا ہے۔[1]

﴿28﴾ قال ابن الجوزی جاء فی الحدیث النبوی علی قائله أفضل الصلاة والسلام كل الأحاديث فی بنی إسرائيل فحدثوا عنهم ولا حرج ولأحدثنكم بحديث العجوزين قال كان رجل فی بنی إسرائيل له امرأة يحبها ومعه أم عجوز وأم امرأته عجوز أيضا وكانت تغری ابنتها بأم زوجها وكان العجوزان قد ذهب بصرهما فلم تزل امرأته حتى خرج بأمه ووضعها فی فلاة من الأرض ليس معها طعام ولا شراب ليأكلها السباع ثم انصرف عنها فغشيتها السباع فجاءها ملك فقال ما هذه الأصوات التی أسمع حولك قالت خيرا هذه أصوات إبل وبقر وغنم قال خيرا فيكن إن شاء الله ثم انصرف عنها فلما أصبحت أصبح الوادی ممتلئا إبلا وبقرا وغنما فقال ابنها لو جئت فنظرت ما فعلت أمی فجاء فإذا الوادی قد امتلأ من الإبل والبقر والغنم فقال أی أماه ما هذه فقالت يا بنی عققتنی وأطعت امرأتك فاحتمل أمه وساق ما أعطاها الله تعالى ورجع بأمه إلى إمرأته فقالت إمرأته والله لا أرضى حتى تذهب بأمی فتضعها حيث وضعت أمك فانطلق بها فلما أمست غشيتها السباع فجاءها

[1]... البر والصلة لابن الجوزی، ص 84 مؤسسة الکتب الثقافیة، بیروت

الملك الذي جاء لأمه فقال أيتها العجوز ما هذه الأصوات قالت شرا هذه أصوات سباع تريد أن تأكلني فقال شرا فليكن ثم انصرف فجاءها سبع فأكلها فلما أصبحت قالت امرأته اذهب فانظر ما فعلت أمي فذهب فما وجد منها إلا ما فضل عن السبع فأخذ عظامها وأتى امرأته فماتت كمدا.

دو بوڑھی عورتوں کا قصہ

امام ابنِ جوزی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: حدیثِ پاک میں وارد ہوا ہے کہ اسرائیلی روایات بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور آؤ میں تم سے دو بوڑھی عورتوں کا قصہ بیان کروں۔ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو اپنی عورت سے محبت کرتا تھا، اُس کی ایک بوڑھی ماں تھی اور ایک بوڑھی ساس تھی جو اپنی بیٹی کو خاوند کی ماں یعنی ساس کے مقابلہ میں بھڑکایا کرتی تھی۔ دونوں بوڑھیوں کی آنکھیں جاتی رہیں، اُس کی عورت ہمیشہ اس کے پیچھے پڑی رہتی تھی یہاں تک کہ وہ شخص اپنی ماں کو لے کر جنگل میں کھانا اور پانی کے بغیر چھوڑ آیا کہ اسے درندے کھا جائیں اور وہاں سے لوٹ آیا۔ اس کے بعد اسے درندوں نے آگھیرا، اتنے میں ایک فرشتہ اُس کے پاس آیا اور پوچھنے لگا: یہ کیسی آوازیں ہیں جو تیرے چاروں طرف مجھے سنائی دیتی ہیں؟ اُس نے جواب دیا: اچھی آوازیں ہیں! اونٹ گائے بکری کی آوازیں ہیں۔ اُس نے کہا: اچھا! ان شآءَ اللہ ایسا ہی ہو جائے گا۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا جب صبح ہوئی تو تمام میدان اونٹ، گائے اور بکریوں سے بھرا ہوا تھا۔ بیٹے نے سوچا کہ چل کر دیکھوں تو میری ماں کا کیا حال ہوا؟ چنانچہ جب وہ آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ سارا میدان اونٹ گائے اور بکریوں سے بھرا ہوا

ہے۔ اپنی ماں سے پوچھنے لگا: اے ماں! یہ کیا ہے؟ وہ بولی اے بیٹا! تو نے میری نافرمانی کی اور اپنی بیوی کا کہا مانا۔ اس کے بعد وہ اپنی ماں کو اٹھا لے گیا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اُسے عطا فرمایا تھا سب ہنکا کر اپنی ماں کے ساتھ اپنی بیوی کے پاس پہنچا۔ اُس کی بیوی کہنے لگی: خدا کی قسم! میں ہر گز راضی نہیں ہوں گی جب تک میری ماں کو بھی وہاں جا کر نہ چھوڑ آؤ جہاں اپنی ماں کو چھوڑ کر آئے تھے۔ چنانچہ وہ اس کو بھی لے گیا جب شام ہوئی تو درندوں نے اُسے آگھیرا اور وہی فرشتہ جو اُس شخص کی ماں کے پاس آیا تھا پھر آیا اور کہنے لگا: اے بڑھیا! یہ کیسی آوازیں ہیں؟ اُس نے کہا: بُری ہیں یہ درندوں کی آوازیں ہیں جو مجھے کھانا چاہتے ہیں اُس نے کہا: بُرا ہوا اور ایسا ہی ہو جائے گا۔ اس کے بعد وہ چلا گیا اور درندے آئے اور اُسے کھا گئے۔ جب صبح ہوئی تو اُس کی بیوی نے کہا: جاؤ ذرا دیکھو تو میری ماں کا کیا حال ہوا؟ وہ گیا تو وہاں جو کچھ درندے کھا کر چھوڑ گئے تھے اس کے سوا کچھ نہ تھا۔ اُس نے اپنی بیوی کو اُس کی ماں کی ہڈیاں لا کر دے دیں اور وہ غم کے مارے مر گئی۔ (1)

﴿29﴾ قال رجل للأستاذ أبي إسحاق رأيتك البارحة في المنام وكانت لحيتك مرصعة باليواقيت والجواهر فقال صدقت لأني مسحت بها البارحة قدم أمي.

کسی نے شیخ ابو اسحاق رَحمۃُ اللہِ علیہ سے بیان کیا کہ میں نے گزشتہ شب خواب میں دیکھا ہے کہ آپ کی داڑھی جواہر اور یاقوت سے مرصع ہے۔ انہوں نے کہا: تم نے سچ کہا کیونکہ پچھلی شب میری داڑھی نے میری ماں کے قدم چھوئے تھے (یعنی میں نے ماں

1... نزہۃ المجالس، باب بر الوالدین، 1/198، المطبعۃ الکاستلیۃ مصر

کے قدم چومے تھے)۔[1]

﴿30﴾أن موسى عليه السلام سأل ربه يريه رفيقه فى الجنة فقال تعالى اذهب إلى بلد كذا تجد رجلا قصابا فهو رفيقك فى الجنة فلما رآه فى حانوته وعنده زنبيل فقال الشاب يا جميل الوجه هل لك أن تكون فى ضيافتى قال موسى نعم فانطلق معه إلى منزله فوضع الطعام بين يديه فكلما أكل لقمة وضع فى الزنبيل لقمتين فبينما هو كذلك إذا بالباب يطرق فوثب الشاب وترك الزنبيل فنظر موسى فيه وإذا بشيخ وعجوز قد كبرا حتى صارا كالفرخ الذى لا ريش له فلما نظر إلى موسى تبسما وشهدا له بالرسالة ثم ماتا فلما دخل الشاب ونظر إلى الزنبيل قبل يد موسى وقال أنت موسى رسول الله قال ومن أعلمك بذلك قال هذان اللذان كانا فى الزنبيل أبواى قد كبرا فحملتهما فى الزنبيل خوفا عليهما وكنت لا آكل ولا أشرب إلا بعدهما وكانا يسألان الله كل يوم أن لا يقبضهما حتى ينظرا إلى موسى فلما رأيتهما ماتا علمت أنك موسى رسول الله قال له أبشر فإنك رفيقى فى الجنة.

جنت میں موسیٰ علیہ السلام کا رفیق

حضرت سیّدُنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السّلام ایک بار پروردگار کے دربار میں عرض گزار ہوئے: یا ربِّ غفّار! مجھے میرا جنّت کا ساتھی دکھا دے۔ اللہ پاک نے فرمایا: فُلاں شہر میں جاؤ، وہاں فُلاں قصّاب تمہارا جنّت کا ساتھی ہے۔ چُنانچِہ سیّدُنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السّلام وہاں اُس قصّاب کی دکان میں پہنچے اس کے پاس ایک ٹوکری تھی۔ قصاب نے کہا: اے

---

1 ... نزہۃ المجالس، 1/198، المطبعۃ الکاستلیۃ مصر

خوبصورت نوجوان! کیا تو میرا مہمان بنے گا؟ حضرت موسیٰ علیہ السَّلام نے فرمایا: ہاں تو آپ اس کے ساتھ اس کے گھر کی طرف چلے، جب کھانا کھانے بیٹھے تو اُس نے وہ ٹوکرا اپنے پاس رکھ لیا۔ اندر دو نوالے ڈالتا اور ایک نِوالہ خود کھاتا۔ اِتنے میں کسی نے دروازے پر دستک دی، قصّاب اُٹھ کر باہَر گیا۔ سیِّدُنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السَّلام نے اُس ٹوکرے میں دیکھا تو اس کے اندر ضعیفُ العُمر مرد و عورت تھے۔ سیِّدُنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السَّلام پر نظر پڑتے ہی اُن کے ہونٹوں پر مُسکراہٹ پھیل گئی، اُنہوں نے آپ علیہ السَّلام کی رِسالت کی شہادت (یعنی گواہی) دی اور اُسی وقت رِحلَت کر گئے۔ قصّاب واپَس آیا تو ٹوکرے میں اپنے والدَین کو فوت شُدہ دیکھ کر مُعاملہ سمجھ گیا اور آپ علیہ السَّلام کی دست بوسی کر کے عرض کی: آپ اللہ پاک کے نبی حضرتِ موسیٰ کلیم اللہ (علیہ السَّلام) معلوم ہوتے ہیں۔ فرمایا: تمہیں کیسے اندازہ ہوا؟ عرض کی: یہ جو ٹوکرے میں ہیں میرے والدین ہیں، یہ ضعیف العمر ہوگئے تو ان کو میں نے ڈر کی وجہ سے اس ٹوکرے میں رکھ لیا۔ میں ہمیشہ ان کو پہلے کھلا پلا کر پھر خود کھاتا تھا۔ میرے ماں باپ روزانہ گِڑ گِڑا کر دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ پاک! ہمیں حضرت موسیٰ کلیم اللہ (علیہ السَّلام) کے جلووں میں موت نصیب کرنا۔ ان دونوں کے اس طرح اچانک انتِقال فرمانے سے میں نے اندازہ لگایا کہ آپ ہی حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ کلیم اللہ (علیہ السَّلام) ہوں گے۔ سیِّدُنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السَّلام نے فرمایا: مبارَک ہو کہ اللہ پاک نے تم کو میرا جنَّت کا ساتھی بنایا ہے۔ (1)

﴿31﴾ کان فی بنی إسرائیل رجل صالح له ولد صالح فلما حضره الموت قال لولده

1... نزہۃ المجالس، باب بر الوالدین، 1/198، المطبعۃ الکاستلیۃ مصر

لا تحلف باللہ کاذبا ولا صادقا فلما مات تسامع بہ الناس فتسابق إلیہ بنو إسرائیل فکان الرجل یقول لہ لی عند أبیک کذا وکذا من المال فیدفعہ إلیہ حتی افتقر فخرج بزوجتہ وولدیہ إلی البحر فانکسرت بھم السفینۃ فصار کل واحد علی لوح فوقع الرجل فی جزیرۃ فناداہ مناد أیھا الرجل البار لوالدیہ إن اللہ تعالی یرید أن یخرج لک کنزا وھو فی موضع کذا فکشف عنہ فوجدہ فساق إلیہ بعض الناس فأحسن إلیھم فتسامع الناس بہ فقصدوہ وصارت الجزیرۃ بلداً وصار الرجل کبیرھا فسمع ولدہ الأکبر بحسن سیرتہ فقصدہ وقربہ ولم یعرفہ ثم سمع ولدہ الآخر فقصدہ وقربہ أیضا ثم سمع زوج امرأتہ الذی صارت الزوجۃ إلیہ فتوجہ بھا إلیہ فلما قرب من الجزیرۃ ترک المرأۃ فی المرکب ودخل علیہ ومعہ ھدیۃ فقربہ وقال لہ نم عندنا اللیلۃ فقال ترکت امرأتی فی مرکب وعاھدتھا لا أکل أمرھا إلی غیری فقال أنا أرسل لھا رجلین یحرسانھا ھذہ اللیلۃ فلما دخل علیھا قال أحدھما للآخر قد أمرنا الملک أن نحفظ ھذہ المرأۃ ونخاف من النوم فاذکر لی وأنا أذکر لک ما رأینا من الأخبار فقال أحدھما کان لی أخ إسمہ کاسمک فرکب والدنا فی البحر من بلد کذا فانکسرت السفینۃ وفرق اللہ شملنا فلما سمع کلامہ قال کیف کان إسم والدک قال فلان قال وأمک قال فلانۃ فترامی علیہ وقال أنت أخی ورب الکعبۃ والأم تسمع کلامھما فلما طلع الفجر جاء الرجل من عند الملک فوجدھا فی ھم عظیم فغضب ورجع إلی الملک وأخبرہ بذلک فأمر بإحضارھما وإحضار المرأۃ قال لھا أیتھا المرأۃ ما الذی رأیت من ھذین فقالت أیھا الملک دعھما یذکران کلامھما

البارحة فذكرا ذلك فوثب الملك عن سريره وقال أنتما والله ولدي وقالت المرأة والله أنا أمهما وهو على جمعهم إذا يشاء قدير فسبحان من فرقهم وجمعهم۔

ماں باپ کی خدمت کا انعام

بنی اسرائیل میں ایک صالح آدمی تھا جب وہ فوت ہونے لگا تو اس نے اپنے نیک بخت لڑکے کو وصیت کی کہ کبھی جھوٹی سچی قسم مت کھانا۔ جب فوت ہو گیا تو لوگوں میں اس کی وفات کی شہرت ہوئی تو بنی اسرائیل کے لوگ اس کے بیٹے کی طرف آنے لگے۔ لوگ اس کے بیٹے کے پاس آکر کہتے کہ تیرے باپ نے ہمارا اتنا اتنا مال دینا ہے۔ وہ دے دیتا یہاں تک کہ وہ محتاج ہو گیا۔ پھر اس نے بیوی بچوں کے ساتھ ہجرت کی اور سمندر میں کشتی پر سوار ہوا، اتفاق سے کشتی ٹوٹ گئی اور ہر شخص الگ تختے پر ہو گیا۔ یہ شخص اپنے بچوں سے الگ ایک تختے پر رہ گیا وہ تختہ ایک جزیرے میں جا لگا۔ وہاں سے اس نے آواز سنی: اے اپنے ماں باپ کی خدمت کرنے والے! اللہ تعالیٰ کو یہی محبوب ہے کہ وہ تیرے لیے خزانہ نکال دے، جاؤ فلاں مقام سے خزانہ نکال لو۔ چنانچہ اس نے خزانہ نکال لیا، وہیں اس نے ڈیرا جمایا اور اکناف واطراف سے لوگ آنے لگے یہاں تک کہ ایک شہر آباد ہو گیا اور وہ سرداری کرنے لگا۔ اس کی سخاوت و خدمت کی شہرت دور دور تک جا پہنچی۔ بڑے لڑکے کو پتہ چلا وہ آیا اور اس سردار کا مقرب بن گیا لیکن پہچان نہ سکا، پھر دوسرے لڑکے نے سنا تو وہ بھی وہیں آپہنچا اور سردار کا مقرب بن گیا لیکن وہ بھی پہچان نہ سکا۔ جس شخص کے پاس اس کی بیوی تھی وہ بھی اسی شہر میں ایک دن آیا اور اپنی بیوی کو کشتی میں چھوڑ کر تحائف کے ساتھ سردار سے ملاقات کی۔ شام کو واپس جانے لگا تو سردار نے کہا: آج رات ہمارے پاس ہی ٹھہرو۔ وہ کہنے لگا: میں عورت کو کشتی پر اکیلا چھوڑ کر تمہاری خدمت میں

حاضر ہوا تھا اور میں نے اس سے معاہدہ کیا تھا کہ تمہارا معاملہ کسی اور کے سپرد نہیں کروں گا۔ سردار نے کہا: میں وہاں اس کی حفاظت کے لیے دو خاص آدمی بھیج دیتا ہوں۔ چنانچہ اس نے ان ہی دونوں بھائیوں کو اس کی حفاظت کے لیے بھیج دیا۔ وہ کہنے لگے کہ ہمیں بادشاہ نے اس عورت کی حفاظت کے لیے حکم دیا ہے اور ہمیں نیند کا بھی خوف ہے لہٰذا ہم ایک دوسرے کو اپنی آپ بیتی سنا کر رات گزاریں کہیں ایسا نہ ہو کہ نیند آجائے۔ ان میں سے ایک کہنے لگا: میرا ایک بھائی تھا جس کا نام تمہارے نام جیسا تھا ہمارے والد فلاں شہر سے کشتی میں سوار ہوئے کشتی ٹوٹ گئی اور اللہ نے ہمیں جدا کر دیا، جب اس نے یہ بات سنی تو پوچھا: تمہارے والد کا کیا نام تھا؟ اس نے کہا: فلاں۔ پھر پوچھا، تمہاری والدہ کا کیا نام ہے؟ اس نے کہا: فلانی۔ پھر وہ ایک دوسرے کی جانب محبت سے جھک گئے اور کہا: تم میرے بھائی ہو، اللہ کی قسم، اور ان کی والدہ ان دونوں کی گفتگو سن رہی تھیں۔ جب فجر کا وقت آیا تو وہ شخص بادشاہ کے پاس سے آیا اور اس نے اپنی بیوی کو شدید غم میں مبتلا پایا۔ اسے غصہ آیا تو وہ بادشاہ کے پاس واپس گیا اور اسے تمام احوال کی خبر دی۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ دونوں محافظین کو اور اس عورت کو لایا جائے۔ بادشاہ نے عورت سے کہا: تم نے ان دونوں میں کیا دیکھا؟ عورت نے کہا: اے بادشاہ! انہیں اپنی گزشتہ رات کی باتیں بیان کرنے کی اجازت دو۔ پھر دونوں نے اپنی باتیں بیان کیں۔ بادشاہ اپنے تخت سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا: تم دونوں یقیناً میرے بیٹے ہو۔ اور عورت نے کہا: اللہ کی قسم، میں ہی ان کی ماں ہوں، اور وہ جسے چاہے جمع کر سکتا ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ پس اللہ کی تقدیر پر شکر ہے جس نے انہیں جدا کیا اور پھر جمع کیا۔(1)

1... نزہۃ المجالس، باب بر الوالدین 1/ 198، المطبعۃ الکاستلیۃ مصر

﴿32﴾ أن عليا رضى الله عنه سمع رجلا يقول حول الكعبة: شعر:

يا من يجيب دعاء المضطر فى الظلم — يا كاشف الضر والبلوى مع السقم
قد نام وفدك حول البيت وانتبهوا — وأنت يا حى ويا قيوم لم تنم
هب لى بجودك ما أخطأت من جرم — يا من إليه أشار القوم بالكرم
إن كان عفوك لم يسبق لمجترم — فمن يجود على العاصين بالنعم

فقال يا حسن أدركه فإذا هو رجل حسن الوجه إلا أنه قد شل جانبه الأيمن فقال أجب أمير المؤمنين فجاء يجر شقه فقال من أنت قال من العرب وكان والدى يتهاون عن المعاصى فلطمته على وجهه فركب ناقته وأتى الكعبة وقال: شعر:

يا من إليه أتى الحجاج من بعد — يرجون لطف عزيز واحد صمد
هذى منازل ما قد خاب قاصدها — فخذ بحقى يا رحمن من ولدى
فسل منه بجود منك جانبه — يا من تقدس لم يولد ولم يلد

قال فما فرغ حتى أصابنى ما ترى فلما رجع ورآنى فى هذه الحالة سألته أن يدعولى فى الموضع الذى دعا على فيه بعد أن رضى عنى فخرج على ناقته فسقط عنها فمات فقال على رضى الله عنه أفلا أعلمك دعاء سمعته من النبى صلى الله عليه وسلم وسمعته يقول ما دعا به مهموم إلا فرج الله عنه وهو هذا: اللهم إنى أسألك يا عالم الخفية يا من السماء بقدرته مبنية. ويا من الأرض بقدرته مدحية. ويا من الشمس والقمر بنور جلاله مشرقة مضيئة، ويا مقبلا على كل نفس زكية. ويا مسكن رعب الخائفين وأهل البلية ويا من حوائج الخلق عنده مقضية ويا من نجى يوسف من العبودية. ويا من ليس له بواب ينادى ولا صاحب يغشى، ولا وزير يؤتى ولا غيره

رب يدعى. ولا يزداد على الحوائج إلا كرما وجودا صل على محمد وآله وأعطنى سؤالى إنك على كل شيء قدير يا حي يا قيوم يا أرحم الراحمين ثم قال رضى الله عنه تمسك بهذا الدعاء فإنه كنز من كنوز العرش فدعا به الرجل فعافاه الله تعالى ثم رأى النبى صلى الله عليه وسلم فى المنام فسأله عن هذا الدعاء هو إسم الله الأعظم.

حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ نے ایک شخص کو کعبہ کے گرد یہ اشعار پڑھتے ہوئے سنا:

(ترجمہ:) اے وہ ! جو بے چین و بے تاب ہو جانے والوں کی تاریکی میں دعا سنتا ہے۔ اے ضرر و بلا اور بیماری کو دور کرنے والے ! بیتُ اللہ کے گرد تیرے قاصد سوئے اور بیدار ہو گئے۔ اور اے حی قیوم ! تو نہیں سوتا۔ اپنی بخشش سے میرا جرم معاف فرمادے۔ اے وہ ! جس کی طرف لوگ بخشش کا اشارہ کرتے ہیں۔ اگر تیری معافی مجرم کی خبر نہ لے گی تو گناہ گاروں کو نعمتیں دے کر کون بخشش و احسان کرے گا۔

یہ اشعار سننے کے بعد حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ نے کہا: اے حسن ! ذرا اس شخص کو بلانا، انہوں نے جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک خوبصورت چہرے والا آدمی ہے مگر اُس کی دائیں جانب شل ہے۔ حضرت حسن رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ نے اس سے کہا: چلو تمہیں امیر المؤمنین بلاتے ہیں۔ وہ اپنا آدھا دھڑ گھسیٹتا ہوا آیا۔ حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ نے فرمایا: تم کون ہو ؟ اُس نے کہا: عربی ہوں۔ میرا باپ مجھے گناہوں سے منع کیا کرتا تھا۔ ایک دن میں نے اُس کے چہرہ پر ایک تھپڑ مار دیا وہ اونٹنی پر سوار ہو کر کعبہ میں آیا اور یہ اشعار پڑھ کر مجھے بد دعا دی:

(ترجمہ:) اے وہ ذات ! جس کی طرف دور سے حاجی آتے ہیں۔ خدائے عزیز یکتا

بے نیاز کے لطف کے امیدوار ہوتے ہیں۔ یہ ایسے مقامات ہیں جن کا قصد کرنے والا نامراد نہیں رہتا، اے رحمٰن! میرے بیٹے سے میرا حق لے اور اپنے جود کے طفیل اس کی ایک جانب شل کر دے۔ اے وہ جو پاک ہے نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس سے کوئی پیدا ہوا۔

میرا والد یہ اشعار پڑھ کر فارغ بھی نہ ہونے پایا تھا کہ میں اس مصیبت میں مبتلا ہو گیا جس میں آپ دیکھ رہے ہیں۔ جب اُس نے واپس آکر میری یہ حالت دیکھی تو میں نے اُس کے راضی ہو جانے کے بعد عرض کی: جس مقام پر مجھے بددعا دی تھی وہیں میرے لیے دعا کیجیے۔ وہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر نکلا قضائے الٰہی سے گر پڑا اور فوت ہو گیا۔ اس پر حضرت علی رَضِیَ اللہُ عَنہ نے فرمایا: تو کیا میں تجھے ایک ایسی دعا نہ سکھا دوں جو میں نے نبیِ کریم صَلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم سے سنی ہے، میں نے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو یہاں تک فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی غمزدہ ایسا نہیں جس نے یہ دعا پڑھی ہو اور اس کی مصیبت دور نہ ہوئی ہو، اور وہ دعا یہ ہے:

(ترجمہ:) اے اللہ! میں تجھ سے عرض کرتا ہوں۔ اے پوشیدہ اشیاکے جاننے والے! اے وہ جس کی قدرت سے آسمان بنے ہیں اور وہ جس کی قدرت سے زمین پھیلی ہوئی ہے اور اے وہ جس کے نورِ جلال سے آفتاب و ماہ روشن اور منور ہیں۔ اے ہر پاک نفس پر متوجہ ہونے والے اور اے ڈرنے والوں کا ڈر اور مصیبت زدوں کا خوف ساکن کرنے والے اور اے وہ جس کے ہاں مخلوق کی حاجات پوری ہوتی ہیں اور اے وہ جس نے یوسف علیہ السّلام کو غلامی سے نجات دی۔ اے وہ جس کا کوئی دربان ندا کرنے

والا، نہ کوئی حاشیہ بردار اور نہ کوئی اس کا وزیر ہے جس کے پاس کوئی آئے۔ نہ اُس کے سوا کوئی رب ہے جسے پکارا جائے اور حاجتوں پر وہ جود و بخشش بھی زیادہ کرتا ہے۔ اے اللہ! حضرت محمد صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم اور ان کی آل پر درود بھیج اور میری عرض پوری فرما۔ اے خود سے زندہ اور قائم رہنے والی ذات اور اے سب سے بڑھ رحم کرنے والے! بے شک تو ہر شے پر قادر ہے۔

پھر حضرت علی رَضِیَ اللہُ عَنہ نے فرمایا: اس دعا کو تھام لے کیونکہ یہ عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ چنانچہ اس شخص نے یہ دعا پڑھی اور خدا نے اسے صحت عطا فرمائی پھر اُس نے نبیِ کریم صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم کو خواب میں دیکھا اور آپ سے اس دعا کے متعلق پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا اسمِ اعظم ہے۔[1]

﴿33﴾ عبد الرحمن بن أحمد، يقول: سمعت أبي، يقول: جاءت امرأة إلى ابن مخلد، فقالت: إن ابني قد أسره الروم، ولا أقدر على مال أكثر من دويرة، ولا أقدر على بيعها، فلو أشرت إلى من يفديه بشيء، فليس له ليل، ولا نهار، ولا نوم، ولا قرار، فأطرق الشيخ وحرك شفتيه، فلبثنا مدة، فجاءت المرأة ومعها ابنها وأخذت تدعو له، وقالت: حديث يحدثك به، فقال الشاب: كنت في يدي بعض ملوك الروم مع جماعة من الأسارى، وكان له إنسان يستخدمنا كل يوم، فخرج إلى الصحراء لنخدمه، ثم يردنا وعلينا قيودنا، فبينما نحن نجيء من العمل بعد المغرب، انفتح القيد من رجلي ووقع على الأرض، ووصف اليوم والساعة، فوافق الوقت

1 ... نزہۃ المجالس، 1 / 200، المطبعۃ الکاستلیۃ مصر، الغنیۃ لطالبی طریق الحق، 1 / 243 دار احیاء التراث العربی بیروت

الذی جاءت فیه المرأة ودعی الشیخ، قال: فنهض الذی کان یحفظنی فصاح علی، وقال: کسرت القید؟ قلت: لا إنه سقط من رجلی، قال: فتحیروا خبر صاحبه، وأحضر الحداد وقیدونی، فلما مشیت خطوات سقط القید من رجلی، فتحیروا فی أمری، فدعوا رهبانهم، فقالوا لی: ألك والدة؟ قلت: نعم، قالوا: قد وافق دعاؤها الإجابة، وقالوا: أطلقك الله، فلا یمکننا أن نقیدك، فردونی، وأصحبونی إلی ناحیة المسلمین.

رومیوں کی قید سے رہائی

عبد الرحمٰن بن احمد بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والدِ گرامی رحمۃُ اللہِ علیہ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے: حضرت ابن مخلد رحمۃُ اللہِ علیہ کے پاس ایک خاتون آئی اور کہا: میرے بیٹے کو رومیوں نے قیدی بنالیا ہے۔ ایک جھونپڑی کے سوا میری کوئی ملکیت نہیں ہے، اگر اسے بھی بیچ دوں تو رہوں گی کہاں؟ اگر آپ کسی کو اشارہ فرمادیں تو وہ فدیہ دے کر میرے بیٹے کو آزاد کرادے کیونکہ وہ بہت بے قرار ہے، اسے نہ رات کو نیند آتی ہے اور نہ دن کو آرام ملتا ہے۔ شیخ مراقبہ میں گئے اور اپنے ہونٹوں کو حرکت دی جیسے کچھ پڑھ رہے ہوں، پھر کچھ مدت گزری تو ایک دن وہ عورت دوبارہ آئی اور اب اس کا بیٹا بھی ساتھ تھا اور وہ شیخ کو دعائیں دینے لگی اور کہنے لگی: یہ جوان آپ کو اپنی آپ بیتی خود سنائے گا۔ چنانچہ اس جوان نے بیان کیا کہ میں روم کے بعض سرداروں کے قبضہ میں قیدیوں کے ایک گروہ کے ساتھ تھا۔ ایک آدمی ہم پر کام کروانے کے لیے معین تھا، جو ہر روز ہمیں لے جاتا اور ہم سے مختلف خدمات اور کام لیتا تھا۔ وہ ہمیں صحرا کی طرف لے کر جاتا، تاکہ ہم اس کے کام کریں، خدمت لینے کے بعد وہ شام کو ہمیں واپس

لے آتا اور ہمارے پاؤں میں بیڑیاں لگی رہتی تھیں۔ ایک دن جب ہم کام سے واپس آرہے تھے اور یہ مغرب اور عشاء کے درمیان کا وقت تھا تو اچانک میرے پاؤں سے بیڑیاں کھل کر زمین پر گر گئیں، نوجوان نے وہ دن اور وہ گھڑی بتائی اور یہ وہی دن اور وہی ساعت تھی، جس میں وہ عورت شیخ کی خدمت میں آئی تھی اور شیخ نے اس کے لیے دعا کی تھی۔ (نوجوان نے کہا:) میرا محافظ اور نگران فوراً اٹھا اور اس نے چلا کر مجھے کہا: تو نے خود بیڑی کو توڑا ہے۔ میں نے کہا: نہیں میں نے اس کو نہیں توڑا بلکہ یہ خود ٹوٹ کر میرے پاؤں سے نیچے گر گئی۔ کہا: لوگ یہ خبر سن کر حیرت زدہ رہ گئے۔ محافظ نے لوہار کو بلوا کر دوبارہ بیڑیاں پہنا دیں ابھی میں چند قدم ہی چلا ہوں گا کہ بیڑی پھر ٹوٹ کر میرے پاؤں سے زمین پر گر گئی۔ وہ لوگ میرے معاملہ میں حیران تھے تو انہوں نے اپنے راہبوں (پادریوں) کو بلایا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا: کیا تمہاری والدہ زندہ ہے؟ میں نے جواب دیا: ہاں۔ انہوں نے کہا: تیری ماں کی آرزو قبول ہوگئی ہے اور کہنے لگے: اللہ تعالیٰ نے تجھے آزاد فرما دیا ہے، اب ہمارے لیے تجھے قید میں رکھنا ممکن نہیں رہا۔ چنانچہ انہوں نے مجھے واپس لوٹا دیا اور مجھے مسلمانوں کے علاقہ کی طرف چھوڑ گئے۔[1]

﴿34﴾ عن مالك بن دينار قال: بينا أنا أطوف بالبيت الحرام، وقد أعجبني كثرة الحجاج والمعتمرين، فقلت: يا ليت شعري من المقبول فيهم فأهنيه؟ ومن المردود منهم، فأعزيه؟. فلما كان في الليل أريت في منامي كان قائلاً يقول: مالك بن دينار تتفكر في الحاج والمعتمرين، قد والله غفر الله للقوم أجمعين، الصغير والكبير،

1... البر والصلة لابن الجوزی، ص 121 مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت

والذكر والأنثى، الأسود والأبيض، والعربي والأعجمى، ما خلا رجل واحد، فإن الله عليه غضبان، وقد رد عليه حجه و ضرب به وجهه قال مالك فنمت بليلة لا يعلمها إلا الله عزوجل، وحسبت أن أكون ذلك الرجل، فلما كان فى الليلة الثانية رأيت فى منامى مثل ذلك، غير أنه قبل لى ولست ذلك الرجل، بل هو رجل من خراسان، من مدينة تدعى بلخ، يقال له: محمد بن هرون البلخى، الله عليه غضبان، وقد رد عليه حجه، وضرب وجهه.قال مالك: فلما أصبحت أتيت قبائل خراسان وهم مجتمعون بمكة، ثم سلمت وقلت: أفيكم البلخيون؟ قالوا: نعم. فقلت فيكم رجل يقال له: محمد بن هرون البلخى قالوا: بخ بخ يا مالك تسأل عن رجل ليس بخراسان أعبد ولا أزهد منها فعجبت من جميل الثناء عليه، وما رأيت فى منامى فقلت أرشدونى إليه. قالوا: إنه منذ أربعين سنة يصوم النهار، ويقوم الليل، ولا يأوى إلا الخراب، تظنه فى خراب مكة فجعلت أجول فى الخراب، وإذا به قائم خلف جدار، وإذا يده اليمنى مقطوعة معلقة فى عنقه، وقد ثقب ترقويه، فأدخل فيها سلسلة، ومدها إلى قيدين فى قدميه، وهو ساجد و راكع، فلما أحس بهمس قدمى من ورائه انفتل، فقال: من تكون؟ ومن أين تكون؟ فقلت: أنا مالك بن دينار من أهل البصرة. قال: أنت مالك الذى يذكر عنك أهل العراق العلم والزهد؟ قلت: العالم الله عزوجل، والزاهد عمربن عبد العزيز، قديرعلى الدنيا، فزهد فيها، وأنا أزهدنى الفقر.قال: يا مالك، فماذا جاء بك إلى قد رأيت لى رؤيا اقصصها على، فقلت: أستحى أن أقصصها عليك، قال: لا تستحى يا مالك، فقصصتها عليه، فبكى

طويلا، وقال: يا مالك هذه الرؤيا ترى لى منذ أربعين سنة يراها فى كل سنة رجل زاهد، مثلك إنى من أهل النار، قلت: بينك وبين الله ذنب عظيم؟ قال: نعم ذنبى عظيم أعظم من السماوات والأرض والكرسى والعرش قلت: يا هذا حدثنى بذنبك لأحذر الناس العمل به، قال: يا مالك، كنت رجل أكثر شرب هذا المسكر، فشربت يوماً عند خدن لى حتى إذا ثملت وزال عقلى، خرجت فأتيت منزلى فقرعت الباب على أهلى، وكانت ابنة عمى، ففتحت الباب، فدخلت فإذا والدتى تحصب تنوراً لنا حتى : قد أبيض جوفه فلما رأتنى أتمايل بسكرى، أقبلت على تغطينى وتقول: هذا آخر يوم من شعبان، وأول ليلة من رمضان، يصبح الناس غداً صواماً، وتصبح أنت سكرانا، أما تستحى من الله، فرفعت يدى فلكذتها، فقالت تعست فغضبت من قولها فحملتها بسكرى فرميتها فى التنور، فلما رأتنى امرأتى، حملتنى فأدخلتنى القيطون وأجافت الباب فى وجهى مخافة أن تسمع الجيران.فلما كان فى آخر الليل، وذهب سكرى، ورجع ذهنى دعوت ابنة عمى لتفتح الباب، فأجابتنى بجواب فيه جفاء، فقلت: ويلك ما هذا الجفاء الذى لم أعرفه منك؟ فقالت: تستأهل أن لا أرحمك قلت: ولم؟ قالت: قد قتلت أمك، رميت بها فى التنور فقد احترقت، فلما سمعت ذلك لم أتمالك أن قلعت الباب، وخرجت إلى التنور، فإذا هى فيه كالرغيف المحترق، فالتفت فإذا أنا بقدوم، فوضعت يدى على عتبة الباب فقطعتها بيدى الشمال، وثقبت ترقوى فأدخلت فيها السلسلة، وقيدت قدمى هذين القيدين، وكان ملكى ثمانية آلاف دينار، فتصدقت بها قبل مغيب الشمس

وأعتقت ستة وعشرين جارية وثلاثة وعشرين عبداً وأوقفت ضياعى فى سبيل الله، وأنا منذ أربعين سنة أصوم النهار، وأقوم الليل، ولا أفطر إلا فى كل أربعين يوماً على قبضة حمص، وأحج البيت الحرام فى كل سنة، ويرى لى فى كل سنة رجل عالم مثلك مثل هذه الرؤيا قال مالك: فنفضت يدى فى وجهه، وقلت يا مشئوم كدت أن تحرق الأرض ومن عليها بنارك، وغبت عنه بحيث أسمع حسه، ولا أرى شخصه، فرفع يده إلى السماء وجعل يقول: يا فارج الهم وكاشف الغم مجيب دعوة المضطرين ويا ركنى الوثيق ويا خالق البحر العميق ويا إلهى بالتحقيق يا فتاح يا من بيده لكل خير مفتاح أعوذ برضاك من سخطك وبمعافاتك من عقوبتك، وأعوذ بك منك، لا أحصى ثناء عليك، أنت كما أثنيت على نفسك، لا تقطع رب رجائى، وأنا أرجوك، ولا تخيب دعائى، وأنا أدعوك، أسألك لذة العيش قبل الموت، ولذة النظر إلى وجهك الكريم.قال مالك: فأتيت منزلى، فرأيت النبى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم فى منامى، وهو يقول: يا مالك، لا تقنط الناس من رحمة الله، ولا تيئسهم من عفوه، إن الله عزوجل قد اطلع من الملأ الأعلى على محمد بن هارون، فاستجاب له دعوته، وأقاله عثرته أغد إليه، فقل له: إن الله يجمع الأولين والآخرين يوم القيامة فى صعيد، فيقتص للجماء من القرناء، ولا يذهب عليه مثقال ذرة، ويقول تبارك وتعالى: وعزتى وجلالى لأجزين اليوم بعشر معشار الذر حتى اقتص للمظلوم ممن ظلمه، ويجمع بينك يا محمد بن هارون وبين أمك، فيحكم لها عليك، ويأمر الملائكة يقودونك بسلاسل غلاظ إلى النار، فإذا قذفت فيها مقدار ثلاثة أيام من أيام الدنيا

ولياليها؛ لأنى آليت على نفسى أن لا يشرب المسكر عبد من عبيدى ويقتل النفس التى حَرَّمْتُ إلا أذيقه طعم النار، ولو كان إبراهيم خليلى، ثم أطرح فى قلب أمك الرحمة لك، فألهمها أن تستوهبك منى، فأهبك لها، فتأخذ بيدها، فتدخلان الجنة. قال مالك: فلما أصبحت غدوت إلى الشيخ، وأخبرته برؤياى، فوالذى قبض روحه لكأنما كانت حياته حصاة طرحت فى طشت فيه ماء، فمات رحمه الله، فكنت فيمن صلى عليه.

چالیس سال سے ایک گناہ کی توبہ

حضرت مالک بن دینار رَحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں حج کے ایام میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ حاجیوں اور عمرہ کرنے والوں کی اتنی کثرت تھی کہ انہیں دیکھ کر تعجب ہوتا تھا۔ میرے دل میں یہ خواہش اُبھری کہ کاش! کسی طرح مجھے معلوم ہو جائے کہ ان لوگوں میں سے اللہ پاک کی بارگاہ میں کون مقبول ہے تاکہ میں اس کو مبارکباد دوں اور جس کے بارے میں معلوم ہو جائے کہ یہ مردود ہے اور اللہ پاک کی بارگاہ میں اس کا حج قبول نہیں تو اس کو نیکی کی دعوت دوں اور اس کے لئے دعا کروں۔ جب رات کو میں سویا تو خواب میں کسی کہنے والے نے کہا: اے مالک بن دینار! کیا تُو حاجیوں اور عمرہ کرنے والوں کے بارے میں فکر مند ہے؟ سن! اس مرتبہ اللہ پاک نے ہر چھوٹے بڑے، مرد و عورت، سفید و سیاہ رنگت والے، عربی و عجمی الغرض ہر حج اور عمرہ کرنے والے کو بخش دیا ہے لیکن ایک شخص کی مغفرت نہیں کی گئی، اللہ پاک کا اس شخص پر بہت زیادہ غضب ہے اور اللہ پاک اس سے ناراض ہے۔ اس کا حج قبول

نہیں کیا گیا بلکہ اس کے منہ پر مار دیا گیا ہے۔ حضرت مالک بن دینار رَحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اس خواب کے بعد میری جو حالت ہوئی اسے اللہ پاک ہی بہتر جانتا ہے۔ میں نے یہ گمان کیا کہ شاید وہ شخص میں ہی ہوں اور اللہ پاک مجھ سے ناراض ہے۔ میں بہت پریشان رہا۔ سارا دن اسی غم اور فکر میں گزر گئی پھر دوسری رات تھوڑی دیر کے لئے میری آنکھ لگی تو پھر مجھے اسی طرح کا خواب آیا اور ایسی ہی غیبی آواز سنائی دی، پھر کہا گیا: اے مالک بن دینار! تُو وہ نہیں جس کا ذکر کیا جارہا ہے بلکہ وہ تو خراسان کا ایک شخص ہے جو بلخ شہر میں رہتا ہے، اس کا نام محمد بن ہارون بلخی ہے۔ اللہ پاک اس سے شدید ناراض ہے، اس کا حج مردود ہے اور اس کے منہ پر مار دیا گیا ہے۔ حضرت مالک بن دینار رَحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: میں صبح خراسان سے آئے ہوئے حاجیوں کے قافلے میں گیا انہیں سلام کیا اور ان سے پوچھا: کیا تم میں بلخ شہر کے حجاج موجود ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں! ہم میں بلخ کے کئی حاجی موجود ہیں۔ میں نے پھر پوچھا: کیا تم میں کوئی محمد بن ہارون بلخی ہے؟ انہوں نے کہا: مرحبا! اس نیک شخص کو کون نہیں جانتا، اس سے بڑھ کر عابدوزاہد پورے خراسان میں کوئی نہیں۔ (حضرت سیدنا مالک بن دینار رَحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ) مجھے ان لوگوں کی زبانی اس کی تعریف سن کر بڑا تعجب ہوا کیونکہ خواب میں معاملہ اس کے برعکس تھا۔ بہر حال میں نے ان سے پوچھا: اس وقت وہ کہاں ہو گا؟ لوگوں نے کہا: وہ چالیس سال سے مسلسل روزے رکھ رہا ہے اور ساری ساری رات عبادت میں گزار دیتا ہے، اگر تم اسے تلاش کرنا چاہتے ہو تو مکہ مکرمہ کی کسی ویران جگہ میں تلاش کرو وہ ایسی ہی جگہوں میں قیام کرتا ہے۔ ان لوگوں سے یہ معلومات حاصل کرنے کے بعد

میں مکہ شریف کے ویران علاقے کی طرف گیا اور ابنِ ہارون کو تلاش کرنے لگا۔ بالآخر ایک دیوار کے پیچھے میں نے ایک شخص کو دیکھا۔ میں نے جان لیا کہ یہی ابنِ ہارون ہے۔ اس کی حالت یہ تھی کہ اس کا سیدھا ہاتھ کٹا ہوا تھا اور اس ہاتھ کی ہڈی میں سوراخ کر کے زنجیر ڈلی ہوئی تھی اور اس نے اپنے کٹے ہوئے ہاتھ کو زنجیر کی مدد سے گردن سے ٹکایا ہوا تھا۔ اسی طرح اس نے اپنے قدموں میں بھی بیڑیاں ڈال رکھی تھیں اور وہ مشغولِ عبادت تھا۔ جب اس نے میرے قدموں کی آہٹ سنی تو وہ میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ پاک کے بندے! تُو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے؟ میں نے کہا: میرا نام مالک بن دینار ہے اور مَیں بصرہ کا رہنے والا ہوں۔ وہ کہنے لگا: اچھا! تم وہی مالک بن دینار ہو جن کی علمیت اور زُہد و تقویٰ کے ڈنکے پورے عراق میں بج رہے ہیں۔ میں نے کہا: عالم تو اللہ پاک کی ذات ہے اور زاہد و عابد حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز رَحمۃُ اللہِ علیہ ہیں جو چاہتے تو خوب عیش و عشرت سے زندگی گزار سکتے تھے مگر بادشاہت کے باوجود انہوں نے زُہد و تقویٰ اختیار کیا۔ مجھے تو دنیاوی نعمتیں میسر ہی نہیں اس لئے ان سے دور ہوں۔ اُس نے مجھ سے کہا: اے مالک بن دینار! تم میرے پاس کس لئے آئے ہو؟ اگر تم نے میرے بارے میں کوئی خواب دیکھا ہے تو بیان کرو۔ میں نے کہا: مجھے تمہارے سامنے وہ خواب بیان کرتے ہوئے شرم محسوس ہو رہی ہے۔ تو وہ کہنے لگا: اے مالک بن دینار! تم نے جو خواب دیکھا ہے وہ بیان کرو اور مجھ سے شرم نہ کرو۔ (حضرت سیدنا مالک بن دینار رَحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ) بالآخر میں نے اسے اپنا خواب سنایا۔ خواب سن کر وہ کافی دیر تک روتا رہا، پھر کہنے لگا: اے مالک بن دینار!

مسلسل چالیس سال سے میرے بارے میں حج کے موقع پر اسی طرح کا خواب کسی نیک وزاہد بندے کو دکھایا جاتا ہے اور اسے بتایا جاتا ہے کہ میں جہنمی ہوں۔ حضرت سیدنا مالک بن دینار رَحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ باتیں سن کر میں نے اس سے پوچھا: کیا تیرے اور اللہ پاک کے درمیان کوئی بہت بڑا گناہ حائل ہے؟ اس نے کہا: ہاں! میرا گناہ زمین و آسمان اور عرش و کرسی سے بھی بڑا ہے۔ میں نے کہا: مجھے تم اپنا وہ گناہ بتاؤ تاکہ میں لوگوں کو اس کے اِرتکاب سے بچاؤں اور انہیں اس گناہ سے ڈراؤں جس کی سزا تم بھگت رہے ہو۔ تو وہ کہنے لگا: اے مالک بن دینار! میں شراب کا عادی تھا اور ہر وقت شراب کے نشے میں مدہوش رہتا۔ ایک مرتبہ میں اپنے ایک شرابی دوست کے پاس گیا۔ میں نے وہاں خوب شراب پی پھر جب مجھ پر نشہ طاری ہونے لگا اور میری عقل پر پردہ پڑ گیا تو میں نشے کی حالت میں گرتا پڑتا اپنے گھر پہنچا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ میری زوجہ نے دروازہ کھولا۔ میں گھر میں داخل ہوا تو میری والدہ تنور میں آگ جلا کر لکڑیاں ڈال رہی تھی اور اس میں خوب آگ بھڑک رہی تھی۔ جب میری والدہ نے مجھے نشے کی حالت میں دیکھا تو میری طرف آئی۔ میں لڑکھڑا کر گرنے لگا تو اس نے مجھے تھام لیا اور کہنے لگی: آج شعبان المعظم کی آخری تاریخ ہے اور رمضان المبارک کی پہلی رات شروع ہونے والی ہے، لوگ صبح روزہ رکھیں گے اور تیری صبح اس حالت میں ہوگی کہ تُو شراب کے نشے میں ہوگا، کیا تجھے اللہ پاک سے حیا نہیں آتی؟ یہ سن کر مجھے غصہ آگیا اور میں نے ایک گھونسا اپنی والدہ کے سینے پر مارا اور اسے اُٹھا کر جلتے ہوئے تنور میں ڈال دیا، میں اس وقت نشے میں تھا اور میرے ہوش وحواس بحال نہ

تھے، جب میری زوجہ نے یہ دردناک منظر دیکھا تو اس نے مجھے دھکیل کر ایک کوٹھڑی میں بند کر دیا اور باہر سے کنڈی لگادی تاکہ پڑوسی میری آواز نہ سن سکیں اور انہیں معاملے کی خبر نہ ہو۔ میں اسی طرح نشے کی حالت میں پڑا رہا جب رات کافی گزر گئی تو مجھے ہوش آیا اب میرا نشہ دور ہو چکا تھا۔ میں دروازے کی طرف بڑھا تو دروازہ بند تھا۔ میں نے اپنی نابینا بیٹی کو آواز دی کہ دروازہ کھولو۔ اس نے بڑے سخت لہجے میں جواب دیا: میں دروازہ نہیں کھولوں گی۔ میں نے کہا: آخر تم مجھ سے اِتنی ناراض کیوں ہو؟ آخر میں نے ایسی کون سی خطا کی ہے؟ اس نے کہا: تُو نے اتنی بڑی خطا کی ہے کہ تُو اس لائق ہی نہیں کہ تجھ پر رحم کیا جائے۔ میں نے کہا: آخر بات کیا ہے؟ مجھے بھی تو معلوم ہو کہ میں نے کیا بُری حرکت کی ہے؟ میری زوجہ نے کہا: تُو نے اپنی ماں کو قتل کر دیا ہے اور اُسے جلتے ہوئے تنور میں ڈال دیا ہے اور اب وہ جل کر کوئلہ بن چکی ہے۔ جب میں نے یہ بات سنی تو مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے دروازہ اُکھاڑ پھینکا اور تنور کی طرف لپکا، جب تنور میں دیکھا تو میری والدہ جل کر کوئلہ ہو چکی تھی۔ میں یہ حالت دیکھ کر بہت افسردہ ہوا اور اُلٹے قدموں ٹوٹے ہوئے دروازے کی طرف بڑھا اپنا ہاتھ چوکھٹ پر رکھا اور اس ہاتھ کو کاٹ ڈالا جس سے میں نے اپنی ماں کو گھونسا مارا تھا، پھر میں نے لوہا گرم کر کے اس ہاتھ کی ہڈی میں سوراخ کیا اور اس میں زنجیر ڈال کر گلے میں لٹکا لیا پھر اپنے دونوں پاؤں میں بھی بیڑیاں ڈال لیں۔ اس وقت میری ملکیت میں آٹھ ہزار دینار تھے وہ سب کے سب میں نے غروبِ آفتاب سے قبل صدقہ کر دیئے۔ 26 لونڈیاں اور 23 غلام آزاد کئے اور اپنی تمام جائیداد اللہ پاک کے نام پر وقف

کر دی۔ اب مسلسل چالیس سال سے میری یہ حالت ہے کہ دن میں روزہ رکھتا ہوں اور ساری ساری رات اپنے پروردگار عزوجل کی عبادت کرتا ہوں اور چالیس دن کے بعد کھانا کھاتا ہوں۔ صرف افطاری کے وقت تھوڑا سا پانی اور کوئی معمولی سی چیز کھالیتا ہوں۔ میں ہر سال حج کرنے آتا ہوں اور ہر سال کسی عالم وزاہد کو میرے متعلق ایسا ہی خواب دکھایا جاتا ہے جیسا تم کو دکھایا گیا ہے۔ حضرت سیدنا مالک بن دینار رَحمَۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: یہ سن کر میں نے اس کے چہرے کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا اور کہا: اے منحوس انسان! قریب ہے کہ جو آگ تجھ پر نازل ہونے والی ہے وہ ساری زمین کو جلا ڈالے۔ پھر میں وہاں سے ایک طرف ہو گیا اور ایک جگہ چھپ گیا تا کہ وہ مجھے نہ دیکھ سکے۔ جب اس نے محسوس کیا کہ میں جاچکا ہوں تو اس نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اٹھایا اور اللہ پاک سے اس طرح مناجات کرنے لگا: اے غموں اور مصیبتوں کو دور کرنے والے! اے مجبور اور پریشان حال لوگوں کی دعائیں قبول کرنے والے! اے میری اُمیدوں کی لاج رکھنے والے! اے گہرے سمندروں کو پیدا کرنے والے! اے میرے پاک پروردگار! اے وہ ذات جس کے دستِ قدرت میں تمام بھلائیاں ہیں! میں تیری رضا چاہتا ہوں اور تیری ناراضی سے پناہ مانگتا ہوں، تُو اپنے عفو و کرم کے صدقے مجھے عذاب سے محفوظ رکھ اور مجھے اپنی ناراضی سے بچا۔ اے میرے پاک پروردگار! میں کما حقہ تیری تعریف نہیں کر سکتا، تُو ایسا ہی ہے جیسا تُو نے اپنی تعریف خود بیان فرمائی، اے میرے رحیم و کریم پروردگار! تُو میری اُمیدوں کی لاج رکھ لے، بے شک میں تجھ سے تیری رحمت کا طالب ہوں۔ (مجھے یقین ہے) کہ تُو میری دعا کو رد

نہیں کرے گا۔ میں صرف تجھ ہی سے دعا کرتا ہوں۔ اے اللہ پاک! موت سے پہلے مجھے اپنی رضا کا مژدہ سنادے اور مجھے اپنے عفو و کرم کی ایک جھلک دکھادے۔ حضرت سیدنا مالک بن دینار رَحمۃُ اللّٰہِ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی یہ رِقّت انگیز مناجات سن کر میں اپنی منزل کی طرف لوٹ آیا۔ پھر جب رات کو نیند آئی تو مجھے خواب میں پیارے نبیِ پاک صلَّی اللّٰہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت ہوئی۔ آپ صلَّی اللّٰہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اے مالک بن دینار! تُو لوگوں کو اللہ کی رحمت اور اس کے عفو و کرم سے مایوس مت کر۔ بے شک اللہ پاک محمد بن ہارون کے افعال سے باخبر ہے اور اللہ پاک نے اس کی دعا قبول فرما کر اس کی لغزشوں اور خطاؤں کو معاف فرمادیا ہے تُو صبح اس کے پاس جانا اور اس سے کہنا: بے شک اللہ پاک بروزِ قیامت میدانِ محشر میں تمام اولین و آخرین کو جمع فرمائے گا۔ اگر کسی سینگ والے جانور نے بغیر سینگ والے جانور کو مارا ہو گا تو اس کو بدلہ دلوائے گا اور ذرے ذرے کا حساب لے گا۔ اللہ پاک فرماتا ہے: مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! میں ذرے ذرے کا حساب لوں گا اور اگر کسی نے ذرہ بھر بھی ظلم کیا ہو گا تو مظلوم کو ظالم سے اس کا حق دلواؤں گا۔ اے ابنِ ہارون! کل بروزِ قیامت اللہ پاک تجھے اور تیری ماں کو اکٹھا کرے گا اور تیرے بارے میں فیصلہ ہو گا۔ فرشتے تجھے مضبوط زنجیروں میں جکڑ کر جہنم کی طرف دھکیل دیں گے پھر تُو دنیوی تین دن اور تین راتوں کے برابر جہنم کی آگ کا مزہ چکھے گا کیونکہ اللہ پاک فرماتا ہے: میں نے اپنے اُوپر یہ بات لازم کرلی ہے کہ میرا جو بندہ بھی ناحق کسی جان کو قتل کرے گا یا شراب پیئے گا تو میں اسے جہنم کی آگ کا مزہ ضرور چکھاؤں گا اگرچہ وہ کیسا ہی برگزیدہ کیوں نہ ہو۔

اے ابنِ ہارون! پھر اللہ پاک تیری ماں کے دل میں تیرے لئے رحم ڈالے گا اور اس کے دل میں یہ بات ڈال دے گا کہ وہ اللہ پاک سے عرض کرے کہ اے اللہ پاک! تُو میرے بیٹے کو بخش دے۔ پھر اللہ پاک تجھے، تیری والدہ کے حوالے کر دے گا، تیری والدہ تیرا ہاتھ پکڑ کر تجھے جنت میں لے جائے گی۔ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: جب صبح ہوئی تو میں فوراً ابنِ ہارون کے پاس گیا اور اسے بشارت دی کہ آج رات خواب میں مجھے پیارے آقا صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھے تیرے بارے میں اس طرح بتایا ہے پھر میں نے اسے اپنا پورا خواب سنایا۔ خدا کی قسم! میرا خواب سن کر وہ جھوم اُٹھا اور اس کی روح اس طرح آسانی سے اس کے تن سے جدا ہوئی جیسا کہ پتھر کو جب پانی میں ڈالا جائے تو وہ آسانی سے نیچے کی جانب چلا جاتا ہے۔ پھر اس کی تجہیز و تکفین کا انتظام کیا گیا اور میں نے اس کے جنازہ میں شرکت کی۔[1]

﴿35﴾ عن أبي حازم عن رجل قال: أمسيت في أرض فلاة، فرفع لي بيتان من شعر، فأممت البيتين حتى أنخت بفنائهما، فسلمت، فخرج إلي امرأتان شابة وعجوز، فقلت: هل من عشاء أو مبيت؟ قالت: لا الله ما عندنا من عشاء، ولا لنا بهذا الوادي مال ولا شاة ولا بعير ولا حمار قال: فقلت: فبأي شيء تعيشان؟ قالتا بالله وبالصالحين وبالطريق، فلما هدأ الناس بعض الهدؤ سمعت نهيق حمار فوالله ما زلت أسمعه حتى أصبحت، وامتنع مني النوم، فخرجت أمشي حيث

1 ... عیون الحکایات، الحکایۃ الرابعۃ عشر بعد المائۃ، ص135 دار الکتب العلمیۃ بیروت

سمعت نهيق الحمار، فأجد قبراً فيه رقبة حمار قد غيب التراب مافوق عينيه، وأذناه وظهره مكشوف من التراب فراعنى ذلك، فرجعت إليهما، فقلت لهما: أخبرانى خبرهذا الحمار الذى فى القبر؟ قالتا: لا يضرك أن لا تسألنا عنه؟ قلت: فإنى أسألكما. قالت الشابة هذا ـ والله ـ زوجى، وهو والله ابن هذه، وهو ـ والله ـ الذى سمعت نهيقه منذ الليلة، وكان أعق من رأيت من خلق الله لها، كانت لا تنهاه عن شيء إلا قال: اذهبى فانهقى كما ينهق الحمار، فتقول جعلك الله حماراً، فمات، فدفناه حيث رأيت، وهو ـ والله ـ الذى أحلنا هذا الوادى واسكناه.

ماں کی نافرمانی کا عبرت ناک انجام

حضرت ابو حازِم رَحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے کسی شخص نے ایک عبرت ناک واقعہ کچھ یوں سنایا: ایک مرتبہ جنگل بیابان میں مجھے رات ہو گئی، دو جھونپڑیاں نظر آئیں۔ میں نے وہاں پہنچ کر سلام کیا۔ جھونپڑی سے ایک نوجوان عورت اور ایک بڑھیا باہر آئی۔ میں نے کہا: میں مسافر ہوں، کیا رات کے کھانے کو کچھ مل سکتا ہے؟ نوجوان عورت نے کہا: اللہ پاک کی قسم! اس ویران جنگل میں ہمارے پاس ایسی کوئی چیز نہیں جس سے ضیافت کی جاسکے اور نہ ہی ہمارے پاس کوئی بکری، اونٹ وغیرہ کوئی جانور ہے جس سے تمہاری مہمانی کی جاسکے۔ میں نے کہا: پھر تم دونوں اس ویران جنگل میں کس طرح گزر بسر کرتی ہو؟ اس نے کہا: اللہ پاک کی عطا، اس کے نیک بندوں اور مسافروں کے سہارے ہماری زندگی کے دن گزر رہے ہیں۔ یہ سن کر میں وہاں سے کچھ دُور ایک جگہ ٹھہر گیا۔ جب آدھی رات گزر گئی تو اچانک ایک سمت سے گدھے

کے چیخنے کی آواز آنے لگی۔ خدا کی قسم! صبح تک وہ آواز مجھے سنائی دیتی رہی، نیند مجھ سے کوسوں دور تھی۔ میں نے وہ رات جاگ کر گزاری۔ صبح ہوتے ہی میں اس سمت چل دیا جہاں سے آواز آرہی تھی، وہاں پہنچا تو ایک عجیب و غریب منظر دیکھ کر میں حیران رہ گیا، وہاں ایک قبر تھی جس میں ایک گدھا گردن تک دفن تھا۔ اس کے سر اور پیٹھ سے مِٹی ہٹ چکی تھی، اس بھیانک منظر کو دیکھ کر مجھ پر کپکپی طاری ہوگئی۔ میں وہاں سے واپس آگیا اور ان دونوں عورتوں کے پاس پہنچ کر گدھے اور قبر کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے کہا: اگر تم اس کے متعلق نہ پوچھو تو بہتر ہے۔ میں نے کہا: میں اس بھیانک منظر کے متعلق ضرور دریافت کروں گا، برائے کرم! مجھے صورتحال سے آگاہ کرو۔ عورت نے کہا: اچھا! اگر تم سننا ہی چاہتے ہو تو سنو! خدا کی قسم! وہ گدھا جو تم نے قبر میں دفن دیکھا، وہ میرا شوہر اور اس بڑھیا کا بیٹا تھا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے گذشتہ رات تمہیں یہ منظر دکھایا! میرا یہ شوہر اپنی ماں کا بہت زیادہ نافرمان تھا۔ میں نے اس سے زیادہ ماں کا نافرمان دنیا میں کوئی نہ دیکھا۔ جب بھی اس کی ماں اسے کسی بری بات سے منع کرتی تو وہ اس سے بدکلامی کرتا، اور کہتا: دفع ہو جا! کیا گدھی کی طرح چیخ و پکار کر رہی ہے، جا! مجھے تیری بات نہیں سننی۔ آخر کار دکھیاری ماں نے تنگ آکر کہا: اللہ تعالیٰ تجھے گدھے کی طرح بنادے۔ جب یہ نافرمان مر گیا تو ہم نے اسے دفنا دیا۔ اس پاک پرودگار کی قسم! جس نے ہمیں اس ویران جنگل کا مکین بنایا۔ جس دن ہم نے اسے دفنایا اسی دن سے یہ گدھے کی شکل اختیار کر گیا۔ ماں کا نافرمان اور اپنی ماں کو گدھی کہنے والا اب روزانہ اپنی قبر میں گدھے کی طرح چیختا ہے اور ہر رات اس

کی قبر سے یہ آواز سنائی دیتی ہے۔[1]

اعلیٰ حضرت اور والدہ سے حسنِ سلوک

﴿36﴾ مولانا ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب اعلیٰ حضرت کے والدِ ماجد مولانا شاہ نقی علی خان رحمۃُ اللہِ علیہ کا انتقال ہوا تو آپ اپنے حصۂ جائیداد کے خود مالک تھے، مگر سب اختیار والدہ ماجدہ کے سپرد تھا۔ وہ پوری مالکہ و متصرفہ تھیں، جس طرح چاہتیں صرف کرتیں۔ جب آپ کو کتابوں کی خریداری کے لیے کسی غیر معمولی رقم کی ضرورت پڑتی تو والدہ ماجدہ کی خدمت میں درخواست کرتے، اور اپنی ضرورت ظاہر کرتے۔ جب وہ اجازت دیتیں اور درخواست منظور کرتیں تو کتابیں منگواتے تھے۔[2]

﴿37﴾ ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت (اپنے صاحبزادے) حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان کو (جبکہ وہ چھوٹے بچے تھے) گھر کے ایک دالان میں پڑھانے بیٹھے، وہ پچھلا سبق سن کر آگے سبق دیتے تھے، پچھلا سبق جو سنا تو وہ یاد نہ تھا اس پر ان کو سزا دی۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ جو دوسرے دالان کے کسی گوشے میں تشریف فرما تھیں انہیں کسی طرح اس کی خبر ہو گئی وہ (اپنے پوتے) حضرت حجۃ الاسلام کو بہت چاہتی تھیں، غصہ میں بھری ہوئی آئیں اور اعلیٰ حضرت قبلہ کی پشت پر ایک دوہتڑ (دونوں ہاتھوں سے) مارا اور فرمایا: ”تم میرے حامد کو مارتے ہو۔“ اعلیٰ حضرت فوراً جھک کر کھڑے ہو گئے اور اپنی والدہ محترمہ سے عرض کیا کہ ”اماں اور ماریئے جب تک کہ

1... عیون الحکایات، ص293، دار الکتب العلمیہ بیروت

2... سیرتِ اعلیٰ حضرت از مولانا حسنین رضا خان، ص91، مکتبہ برکاتی پبلشرز

آپ کا غصہ فرو نہ ہو"۔ یہ سننے کے بعد انہوں نے ایک دو ہنٹر اور مارے، اعلیٰ حضرت سر جھکائے کھڑے رہے یہاں تک کہ وہ خود واپس تشریف لے گئیں۔ اس وقت تو جو غصہ میں ہونا تھا ہو گیا مگر بعد میں اس واقعہ کا ذکر جب بھی کرتیں تو آبدیدہ ہو کر فرماتیں کہ دو ہنٹر مارنے سے پہلے میرے ہاتھ کیوں نہ ٹوٹ گئے کہ ایسے مطیع و فرماں بردار بیٹے کہ جس نے خود کو پٹنے کے لیے پیش کر دیا کیسے مارا۔ افسوس۔ [1]

1... سیرتِ اعلیٰ حضرت از مولانا حسنین رضا خان، ص 91، مکتبہ برکاتی پبلشرز

سید کامران عطاری مدنی
کے چند مزید رسالے

1 63 حکایات وواقعات 2 تہجد گزاروں کے واقعات 3 ارشاداتِ اعلی حضرت

4 تفسیر صراط الجنان سے ماخوذ حکایات وواقعات

5 تفسیر صراط الجنان سے ماخوذ فتاوی رضویہ کی عبارات

6 آیتِ درود اور شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

7 لقمۂ حرام کی تباہ کاریاں 8 حضرت حاتم اصم کے واقعات 9 فضائلِ درودِ پاک

10 عقلمندوں کے لیے نصیحتوں کے مدنی پھول 11 حکایاتِ احیاء العلوم

12 علم کے پیاسے لوگ 13 علمِ غیبِ مصطفیٰ قرآنی آیات و تفاسیر کی روشنی میں

14 آیاتِ احکام ماخوذ از تفسیر صراط الجنان 15 حکایاتِ روح البیان

16 حیات انبیاء پر عمدہ دلائل 17 سود کی تباہ کاریاں

18 امامِ اعظم کی ذہانت کے واقعات 19 صفر کا مہینہ ہرگز منحوس نہیں

20 اخلاقِ مصطفی قرآن کی روشنی میں 21 حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی ۱۱۱ نصیحتیں

22 شانِ ولی 23 زبان کی آفات 24 خدمتِ والدین کا صلہ 25 توسل پر عمدہ دلائل

26 عدمِ سایۂ مصطفیٰ پر عمدہ دلائل 27 قیلولہ اور سائنس 28 حفظِ قرآن کے فضائل

29 عاشقانِ رسول کی قبریں 30 امام احمد بن حنبل اور معمولاتِ اہلسنت

31 ساری کثرت پاتے یہ ہیں 32 رشوت کی تباہ کاریاں 33 احادیثِ قدسیہ کے انوار

34 تخریجِ احادیثِ فیضانِ سنّت 35 نابالغ بچوں کے احکام ومسائل

36 شانِ امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ 37 مختلف حکایات وواقعات

38 فحش وڈیوز دیکھنے کا عبرتناک انجام 39 دیُّوث کون؟ 40 فتنۂ دجّال

41 مَائِلَاتٌ مُمِيلَاتٌ کون ؟ 42 امام بخاری علیہ الرحمہ اور معمولاتِ اہلسنت

43 امام مسلم علیہ الرحمہ اور معمولاتِ اہلسنت 44 سخاوتِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم قرآن وحدیث کی روشنی میں

45 کالے جادو کا علاج 46 تعویذ پہننا شرک نہیں

47 حضرت خضر نبی یا ولی؟ علمی وتحقیقی گفتگو 48 خون کے آنسو

49 ننگے سر نماز پڑھنا کیسا؟ 50 بزرگانِ دین کا شوقِ عبادت 51 بزرگانِ دین کا شوقِ تلاوت

52 حدیثِ غدیر اور حدیثِ منزلت کی شرعی حیثیت 53 اسمِ اعظم کی تحقیق

54 بزرگانِ دین کا شوقِ صدقہ وخیرات 55 نفسِ اَمّارہ کی شرارتیں

56 اذانِ بلال اور سورج کا نہ نکلنا ایک علمی وتحقیقی رسالہ 57 حُسن وجمالِ مصطفےٰ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

58 فراستِ مومن 59 جوامع الکلم نبی صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم 60 تفسیرِ آیتِ ختمِ نبوت علمی وتحقیقی رسالہ

61 دعا مومن کا ہتھیار ہے 62 صحبت کا اثر 63 اصل ترقی 64 بزرگانِ دین کا طریقۂ شکرگزاری

65 مایوسی کا علاج 66 حدیثِ ضعیف وحدیث موضوع کی تحقیق 67 ابنِ تیمیہ کون؟

68 ناشکری کا انجام 69 خوفِ خدا میں رونے والوں کے واقعات 70 نورانی چہرے

71 فضائلِ مدینہ 72 فضائلِ آبِ زم زم 73 مجرم بلائے آئے ہیں جَاءُوكَ ہے گواہ

74 قیمتی اوراد ووظائف 75 موت کی یاد 76 بے نمازی کا عبرتناک انجام 77 ذکر اللہ کے فضائل

ان شاء اللہ عنقریب آنے والے رسالوں کے نام

1 مسئلہ سماعِ موتی پر علمی وتحقیقی گفتگو

2 تلخیص رسالہ حیات الموات فی بیان سماع الاموات

3 تلخیص رسالہ الامن والعلی لناعتی المصطفی بدافع البلا

4 تلخیص رسالہ تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین